ماہنامہ

انصاراللہ

فروری ۲۰۰۳ء
تبلیغ ۱۳۸۲ھش

ایڈیٹر
نصراللہ خاں ناصر

پیشگوئی مصلح موعود

"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کریگا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خُدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَ الْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نُور آتا ہے نُور۔ جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی رُوح ڈالیں گے اور خُدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔"

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

احمدی انصار کی تربیت کے لئے

ماہنامہ

انصار اللہ

ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

تبلیغ ۱۳۸۲ ہش-فروری ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ------------------ ۴۴

شمارہ نمبر ------------------ ۲

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ، محمود احمد اشرف

اس شمارہ میں

☆☆☆☆☆☆☆

پبلشر عبدالمنان کوثر

پرنٹر قاضی منیر احمد

مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت: دفتر انصار اللہ

دارالصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ: صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)

سالانہ: ------------------ ایک سو روپے

قیمت فی پرچہ: ------------------ دس روپے

اداریہ

رحمت کا نشان

۲۰ فروری جماعت احمدیہ کے لئے ایک یادگار دن ہے۔ جب حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے ایک نشان رحمت و برکت کی پیشگوئی فرمائی۔ اس آسمانی خبر کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیبات میں بھی موجود ہے کہ جب مسیح موعود کا ظہور ہوگا تو یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ' (مشکوۃ مجتبائی) وہ شادی کریں گے اور ان کو اولاد دی جائے گی۔

شادی کے ذکر کے ساتھ اولاد کا ہونا یقینی اور حتمی امر نہیں اگرچہ یہ قانونِ فطرت ہے مگر یہاں اولاد دئے جانے میں ایک خاص آسمانی خبر ، ہی طرف اشارہ ہے کہ وہ اولاد غیر معمولی صلاحیتوں اور برکتوں اور رحمتوں کا موجب ہوگی۔ اسی مبارک اولاد کے سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو ایک عظیم الشان وجود کی خبر بھی دی گئی جو پیشگوئی مصلح موعود سے موسوم ہے۔ حضرت اقدس کی پیشگوئی کا ایک حصہ یوں ہے۔

> ''اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا۔ وہ صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے اپنے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا اور دِل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مَظْھَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْھَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلالِ الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور۔ جس کو خدا نے اپنے رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَکَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی کا ایک ایک فقرہ فی ذاتہ ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا ہے۔ جس کی تفہیم وقت کے ساتھ ساتھ کھلتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی خبر کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں۔

> ھٰذَا اِشَارَۃٌ اَنَّ اللّٰہَ یُعْطِیْہِ وَلَدًا صَالِحًا یُشَابِہُ اَبَاہُ وَلَا یَاْبَاہُ وَیَکُوْنُ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ الْمُکْرَمِیْنَ۔ (آئینہ کمالات اسلام)

یعنی اس میں اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ایک ایسا صالح بیٹا عطا کرے گا جو اپنے باپ کا مثیل ہوگا نہ کہ مخالف اور وہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندوں میں سے ہوگا۔

حضرت اقدس حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

''اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اس کی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا جو اس کا جانشین ہوگا اور دین (حق) کی حمایت کرے گا۔''

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دی گئی خبر کے مطابق مذکورہ پیشگوئی ۲۰ فروری کا ایک ایک جملہ بلاشبہ ایک عظیم الشان صداقت ہے جو شمعِ احمدیت کے پروانوں کے لئے ازدیادِ ایمان وایقان کا باعث ہے۔

محترم نواب عباس احمد خاں صاحب کی وفات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نواسے اور حضرت نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیرکوٹلہ کے پوتے محترم نواب عباس احمد خاں صاحب بعمر ۸۳ سال مورخہ ۲رجنوری ۲۰۰۳ء کو لاہور میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب آف مالیرکوٹلہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف عہدوں پر خدمت کا موقع ملا۔ آپ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے داماد تھے۔ مرحوم ایک ملنسار علم دوست اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔

ادارہ انصاراللہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ، خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور جملہ لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند سے بلند تر فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین (ادارہ)

محترم ملک صلاح الدین صاحب آف قادیان کی وفات

سلسلہ احمدیہ کے دیرینہ خادم اور مولف رفقاء احمد محترم ملک صلاح الدین صاحب (ابن حضرت ملک نیاز محمد صاحب رفیق بانی سلسلہ) بعمر ۹۱ سال مورخہ ۲رفروری ۲۰۰۳ء کو لدھیانہ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی...... کے پرائیویٹ سیکرٹری اور صدر انجمن احمدیہ بھارت قادیان کے ممبر بھی رہے۔ آپ کو رفقاء احمد کی ۱۴ جلدیں مرتب کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔ اخبار بدر کے ایڈیٹر کے طور پر بھی خدمت کا موقع ملا۔ نہایت مشفق ملنسار اور مخلص خادم سلسلہ تھے۔ ادارہ ماہنامہ انصاراللہ مرحوم کے اہل وعیال اور عزیز واقارب سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے قربِ خاص سے نوازے اور بلند درجات عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

امام الکلام

آسمانی وعدے

حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں فرماتے ہیں:

''پھر خدائے کریم جلشانہ' نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اِس کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دُوں گا مگر بعض اُن میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیرے جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہوں جائیں گے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا۔ لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اُجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا اور ایک ڈرانا گھر برکتوں سے بھر دے گا (........................) تیری ذرّیت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دُنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ مَیں تجھے اٹھاؤنگا اور اپنی طرف بلاؤنگا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس واموال میں برکت دونگا اور انہیں کثرت بخشوں گا اور وہ .... دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاء بنی اسرائیل (یعنی ظلّی طور پر ان سے مشابہت رکھتا ہے) تُو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے..''

(روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۷ - ۶۴۸)

کلام الامام

موعود فرزند

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پیشگوئی مصلح موعود کے بارہ میں فرماتے ہیں:-

''پس یہ امر خوب ذہن نشین رہے کہ محض ایک بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی نہیں کی گئی ایک ایسے فرزند جلیل کی پیشگوئی کی گئی ہے جو عمر پانے والا ہوگا - نہایت ذکی اور فہیم ہوگا - صاحبِ شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا - قومیں اس سے برکت پائیں گی - وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا - کلام اللہ یعنی قرآن کریم کا نہایت گہرا فہم اس کو عطا ہوگا اور اس خداداد فہم سے کام لے کر وہ قرآن کی ایسی عظیم الشان خدمت کی توفیق پائے گا - کہ کلام اللہ کا مرتبہ دنیا پر ظاہر ہو - وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا وہ عالم کباب ہوگا یعنی اس کے دورِ حیات میں ایسی عالمگیر تباہیاں آئیں گی جو سب دنیا کو بھون کر رکھ دیں گی - وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا -

کیا یہ تمام صفات اور ان کے علاوہ اور بہت سی خصوصیات جو اس موعود بیٹے کی بیان کی گئی ہیں محض ایک کے بعد دوسرے رونما ہونے والے اتفاق پر آس لگا کر بیان کی جاسکتی ہیں؟

وہ شخص جس کی اپنی زندگی خطرے میں ہو جس کی اپنی شہرت اور اس کے سلسلہ کی بقا دنیا کی نظر میں چند دن کا کھیل ہو - جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جارہا ہو کہ خدا پر افتراء کرنے والا ہے اور اس جرم کی پاداش میں خدا کا قہری ہاتھ اسے آج یا کل اس طرح نیست و نابود کرنے والا ہے کہ صفحہ ہستی سے ہمیشہ کے لئے اس کا نشان مٹ جائے گا - اگر وہ مردِ صادق نہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ ان حالات میں وہ ایسے عظیم الشان اور بے نظیر، صاحب عظمت و شکوہ بیٹے کی ولادت کی پیشگوئی کرنے کی جرات کرتا جس کے پورا نہ ہونے کے ظاہری امکانات پورا ہونے کے امکانات سے ہزاروں گنا بڑھ کر تھے -

اس حقیقت سے آنکھیں بند کرنا انصاف کا خون کرنا ہے کہ جس بیٹے کی ولادت کی خبر دی جارہی ہے وہ ہزاروں میں سے ایک - نہیں لاکھوں میں سے ایک نہیں - کروڑوں اور اربوں میں سے ایک ہے -

صرف یہی نہیں کہ مجموعی طور پر اس پیشگوئی کو پورا کر دکھانا کسی انسان کے بس کی بات نہیں بلکہ اس پیشگوئی کے بہت سے اجزاء ایسے ہیں جن میں سے کسی ایک کو پورا کرنے کی بھی کسی انسان کو قدرت نہیں -''

(سیرت فضلِ عمر جلد دوم صفحہ ۹۴-۹۵)

عربی منظوم کلام

اَعْطٰی فَمَا بَقِیَتْ اَمَانِیْ بَعْدَہ　　غَمَرَتْ اَیَادِی الْفَیْضِ وَجْہَ رَجَائِیْ

اس نے مجھے اتنا دیا کہ اس کے بعد کوئی آرزو باقی نہ رہی۔ اس کے فیض کے احسانات (کی کثرت) میری امید کی انتہائی بلندی پر بھی چھا گئی

اِنَّا غُمِسْنَا مِنْ عِنَایَۃِ رَبِّنَا　　فِی النُّوْرِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الاَھْوَاءِ

ہوا وہوس کے پارہ پارہ ہو جانے کے بعد ہم اپنے رب کی عنایت سے نور میں غوطہ زن کئے گئے ہیں۔

اِنَّ الْمَحَبَّۃَ خُمِّرَتْ فِیْ مُھْجَتِیْ　　وَاَرَی الْوَدَادَ یَلُوْحُ فِیْ اَھْبَائِیْ

یقیناً محبت میری روح میں خمیر کردی گئی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت میرے تمام ذرات وجود میں چمک رہی ہے

اِنِّی شَرِبْتُ کُئُوْسَ مَوْتٍ لِّلْھُدٰی　　فَوَجَدْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَیْنَ بَقَاءِ

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے پیالے پیئے۔ پس موت کے بعد میں نے بقا کا چشمہ پالیا۔

اِنِّیْ اُذِبْتُ مِنَ الْوَدَادِ وَ نَارِہٖ　　فَاَرَی الْغُرُوْبَ تَسِیْلُ مِنْ اِھْرَائِیْ

میں محبت اور اس کی آگ سے پگھلایا گیا ہوں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے آنسو گداز ہو جانے کی وجہ سے رواں ہیں۔

اَلدَّمْعُ یَجْرِی کَالسُّیُوْلِ صَبَابَۃً　　وَالْقَلْبُ یُشْوٰی مِنْ خَیَالِ لِقَاءِ

عشق کی وجہ سے آنسو سیلابوں کی طرح رواں ہیں اور دل ملاقات کے خیال سے بریاں ہے۔

وَاَرَی الْوَدَادَ اَنَارَ بَاطِنَ بَاطِنِیْ　　وَاَرَی التَّعَشُّقَ لَاحَ فِیْ سِیْمَائِیْ

اور میں دیکھتا ہوں کہ محبت نے میرے باطن کی گہرائی کو روشن کر دیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ عشق میرے چہرے پر نمودار ہے۔

اَللّٰہُ مَقْصِدُ مُھْجَتِیْ وَ اُرِیْدُہٗ　　فِیْ کُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَالْاِمْلَاءِ

اللہ میری جان کا مقصود ہے اور میں اسی کو چاہتا ہوں قلم کے ہر قطرہ (روشنائی) اور ہر املاء میں

(انجام آتھم۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۷۔۲۶۸)

فارسی منظوم کلام

اے دلبر و دلستان و دلدار　　　و اے جانِ جہان و نورِ انوار

اے دلبر۔معشوق اور دلدار۔اے جہاں کی جان اور نوروں کے نور

لرزاں ز تجلیت دل و جان　　　حیراں ز رُخت قلوب و ابصار

جان و دل تیرے جلال سے کانپ رہے ہیں قلوب اور نظریں تیرے رخ کو دیکھ کر حیران ہو رہے ہیں

در ذاتِ تو جُز تحیرے نیست　　　ہنگامِ نظر نصیبِ افکار!

تیری ذات کے بارے میں حیرت ہی حیرت ہے۔غور و فکر کو دیکھنے کے وقت

در غیبی و قدرتت ہویدا　　　پنہانی و کار تو نمودار!

تو آپ غیب میں ہے مگر تیری قدرت ظاہر ہے تو مخفی ہے مگر تیرے کام نمایاں ہیں

دوری و قریب تر زجاں ہم　　　نوری و نہاں تر از شب تار

تو دور بھی ہے مگر جان کے نہایت نزدیک ہے نور ہے مگر اندھیری رات سے زیادہ پوشیدہ

آں کیست کہ منتہائے تو یافت　　　واں کو کہ شود محیط اسرار

وہ کون ہے جس نے تیری انتہا کو پایا اور وہ کون ہے جو بھیدوں پر حاوی ہو گیا

حُسنِ تو غنی کند زِ ہر حُسن!　　　مہر تو بخود کشد ز ہر یار!

تیرا حسن ہر حسن سے بے پروا کرتا ہے اور تیری محبت ہر دوست کو چھڑا کر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے

حُسنِ نمکینت اگر نہ بودے　　　از حُسن نہ بودے، ہیچ آثار

اگر تیرا نمکین حسن نہ ہوتا۔تو دنیا میں حسن کا نام و نشان نہ ہوتا

(سرمہ چشم آریہ۔روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۹۔۵۰)

عیدالاضحیہ کی قربانیاں۔اصل رُوح

(رقم فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب)

عیدالاضحیہ پر اکثر احباب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ارشاد کے مطابق حسب توفیق قربانیاں دیتے ہیں کوئی بکرے کی قربانی دیتا ہے کوئی چھترے کی کوئی دُنبے کی اور کوئی دوسروں کے اشتراک کے ساتھ گائے یا اونٹ کی قربانی دیتا ہے اور یہ سب قربانیاں ایک بڑی نیکی کا فعل ہیں جس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس سنت کو زندہ رکھنا مقصود ہے۔ مگر ہمارے بھائیوں کو یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیئے۔ کہ یہ قربانیاں صرف ایک ظاہری علامت کے طور پر ہیں اور اس عید کی اصل رُوح جان اور مال اور دل کی کدورتوں کی قربانی سے تعلق رکھتی ہے۔ پس میں اس مبارک دن کے موقعہ پر دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے نفسوں کو بیدار کر کے مندرجہ ذیل تین قربانیوں کی طرف خاص توجہ دیں۔

اوّل: وہ جان کی قربانی کریں جو عیدالاضحیہ کی قربانی کا مرکزی نقطہ ہے جس کا آغاز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی سے ہوا جو انہوں نے اپنے جگر گوشہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربان کرنے کی صورت میں پیش کی اور جو بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود میں ذبح عظیم بن کر ظاہر ہوئی۔ جس نے دنیا کی کایا پلٹ دی۔ پس ہمارے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ عیدالاضحیہ کی ظاہری اور مادی قربانیوں کے وقت اس کی اندرونی روح کی طرف خیال رکھتے ہوئے اپنے نفسوں کی قربانی پیش کریں اور یہ دو طرح سے ہوسکتی ہے۔

(الف) وہ اپنے آپ کو خدمتِ دین میں لگائیں اور اپنے وقت کا ایک معقول حصہ دین کی خدمت میں خرچ کریں۔ خواہ وہ اصلاح وارشاد کی صورت میں ہو یا جماعتی تربیت کی صورت میں یا جماعت کے دیگر کاموں میں حصہ لینے کی صورت میں ہو اور جن کے لئے ممکن ہو وہ اپنے آپ کو وقفِ جدید کے سلسلہ میں پیش کر دیں۔

(ب) وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح اپنی اولاد کی بھی قربانی پیش کریں یعنی ان کی اولاد میں سے جو بچے وقف ہوسکیں انہیں وہ سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف کریں حتی کہ سلسلہ کے تمام کارکن وقف شدہ ہو جائیں۔ اور جو بچے وقف نہ ہوسکیں ان کو تلقین کریں اور ان کی نگرانی رکھیں کہ وہ بھی اپنے اوقات کا ایک معقول حصہ لازماً دین کی خدمت اور جماعتی کاموں میں لگایا کریں۔

اس تعلق میں دوستوں کو یہ نکتہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بچے صاحبزادہ حضرت ابراہیم کے متعلق جو یہ فرمایا تھا کہ لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً ۔ اس میں بھی اسی لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا کہ اگر میرا یہ بچہ زندہ رہتا تو وہ دین کی خدمت کیلئے کلّیۃً وقف ہوتا جیسا کہ سارے انبیاء ہی وقف ہوا کرتے ہیں۔

(دوم) وہ مال کی قربانی بھی کریں جو اس زمانہ کے لحاظ سے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ عیدالاضحیہ کی قربانی جماعت پر یہ بھاری ذمہ داری بھی ڈالتی ہے کہ وہ دین کی خاطر مالی قربانی کے لئے استادہ ہو جائیں چندہ نہ دینے والے آئندہ باقاعدہ چندہ دیں۔ شرح سے کم دینے والے اپنا چندہ بڑھا کر شرح کے مطابق کر دیں۔ تحریک جدید کے چندوں میں کوتاہی کرنے والے اپنی سُستی دور کریں۔ وصیت کی طرف غفلت برتنے والے اس بابرکت نظام کی اہمیت کو سمجھیں وغیرہ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ ذوالقرنین والی آیات کی وہ تشریح جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر چسپاں ہوتی ہے اس میں زُبَرَ الْحَدِیْدَ (لوہے کے ٹکڑوں) سے چندہ ہی مراد ہے۔

(سوم) ایک اور قربانی بھی میرے خیال میں نہایت اہم ہے اور وہ جماعتی اتحاد سے تعلق رکھتی ہے قرآن مجید مومنوں کی جماعت کے متعلق بُنْیَانٌ مَّرْصُوْص۔ کے الفاظ استعمال فرماتا ہے یعنی ایسی دیوار جس کی درزیں پگھلے ہوئے سیسے سے اس طرح بھر دی جائیں کہ اس میں کوئی رخنہ باقی نہ رہے۔ اور اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ یعنی جس شخص نے جماعت کے اتحاد میں رخنہ پیدا کیا وہ آگ میں ڈالا جائے گا پس تیسری قربانی جس کی طرف میں اس موقعہ پر احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ ذاتی رنجشوں میں باہم شکر رنجیوں کی قربانی ہے۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ اس خبیث مادہ کو ایسی چھری سے ذبح کر دیں کہ وہ پھر کبھی اُٹھنے نہ پائے۔ میں دیکھتا ہوں اور سنتا ہوں کہ بعض افراد اور بعض مقامی جماعتوں کو یہ گندہ مواد گھن کی طرح کھا رہا ہے اور ان کے کام کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے۔

پس آؤ کہ............ جبکہ دنیا بھر کے (احباب) خدا کے رستہ میں جانور ذبح کر رہے ہیں۔ ہم اپنے نفوس کے اس اندرونی شیطان کو بھی ذبح کر دیں۔ ورنہ قرآنی محاورہ کے مطابق ہماری بندھی ہوا بگڑ جائے گی۔

یہ وہ تین قربانیاں ہیں جن کی طرف میں اس موقعہ پر اپنے دوستوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ میری اس آواز پر لبیک کہیں گے تا احمدیت کا مقصد پورا ہو...... اور تا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس نام چارا کنافِ عالم میں اس طرح گونجے کہ بس ساری فضاء اس سے بھر جائے خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

☆☆☆

اسوۂ حسنہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمنوں سے عفوو درگذر اور احسان کا سلوک

تحریر: نصراللہ خاں ناصر (ایڈیٹر)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کا مرکز ومحور آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ہے جیسا کہ خدائے ذوالجلال نے آپ کو اسی لقب سے ملقب فرمایا ہے۔ عالمین کے دائرہ میں یہ ساری کائنات ہے اس میں انسان حیوان، نباتات، جمادات بحروبر ہر رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے اور یہ ارض وسماء گویا کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی صفت رحمت کا زیر بار ہے۔ لَا شَرْقِیَّۃٌ وَلَا غَرْبِیَّۃٌ آپ کی شان تھی اور یہ بھی آپ کی شان رحمت ٹھہری کہ

آفتاب ہر زمین و ہر زماں		رہبر ہر اسود و ہر احمرے

کے مصداق تھے جس کا منظر اہل دنیا نے دیکھا اور آپ کے عاشق صادق حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ منظر کشی کی کہ

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید		کس ندیدہ در جہاں از مادرے

یعنی وہ رحمت وشفقت جو مخلوق نے آپ سے پائی کسی نے اپنی مادر مہربان سے بھی نہ دیکھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حسنہ موقع ومحل پر اجاگر ہوئیں۔ آپ کی استقامت صبر وتحمل، بردباری، عفوو درگذر اور احسان وشفقت موقع اور محل پر ایک اعلیٰ درجہ کا حسن اور دلکشی کا باعث تھے اور یہ بات بھی نہایت بدیہی ہے کہ اخلاق فاضلہ اسی وقت کامل قرار پاتے ہیں کہ جب اپنے وقت پر ظہور پذیر ہوں اور اسی وقت اس کی اعلیٰ تاثیرات ظاہر ہوتی ہیں مثال کے طور پر استقامت وہ ہے کہ جب انسان کے لئے راہیں مسدود نہ ہوں۔ صبر وتحمل وہ ہے کہ جب برانگیختگی کی صلاحیت اور طاقت ہو عفو وہ قابل تعریف ہوگا جب قدرت انتقام کے وقت میں ہو۔ ان اخلاق حسنہ کی تفصیل ناممکن ہے کہ اس کا اظہار و بیان ہو سکے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے اس بارہ میں یہ جلیل القدر ارشاد فرمایا ہے کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کہ یقیناً آپ خلق عظیم پر فائز ہیں۔

حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام زیر آیت مذکورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کی انتہائے کمال کا اشارہ ہوتا ہے...... اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ وشمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔" (براہین احمدیہ صفحہ ۵۸۳-۵۸۵ حاشیہ در حاشیہ روحانی خزائن جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر وتحمل، عفوو درگذر اور بردباری میں خلق عظیم موجزن ہے۔ ان صفاتِ حسنہ میں اعلیٰ درجہ کا حسن آپ کی حیاتِ مطہرہ کے ہر دور میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''پانچ موقعے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہایت نازک پیش آئے تھے جن میں جان کا بچنا محالات سے معلوم ہوتا تھا...... ایک تو وہ موقعہ تھا جب کفار قریش نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کا محاصرہ کیا اور قسمیں لی تھیں کہ آج ہم ضرور قتل کریں گے (۲) دوسرا موقع وہ تھا جب کافر لوگ اس غار پر معہ ایک گروہ کثیر کے پہنچ گئے تھے جس میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ کے چھپے ہوئے تھے (۳) تیسرا وہ نازک موقعہ تھا جب کہ اُحد کی لڑائی میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے رہ گئے تھے اور کافروں نے آپ کے گرد محاصرہ کر لیا تھا اور آپ پر بہت سی تلواریں چلائیں- مگر کوئی کارگر نہ ہوئی یہ ایک معجزہ تھا- (۴) چوتھا وہ موقعہ تھا جب کہ ایک یہودیہ نے آنجناب کو گوشت میں زہر دے دی تھی اور وہ زہر بہت تیز اور مہلک تھی اور بہت وزن اس کا دیا گیا تھا (۵) پانچواں وہ نہایت خطرناک موقع تھا جب کہ خسرو پرویز شاہ فارس نے آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے مصمم ارادہ کیا تھا اور گرفتار کرنے کے لئے اپنے سپاہی روانہ کئے تھے- پس صاف ظاہر ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ان تمام پُر خطر موقعوں سے نجات پانا اور ان تمام دشمنوں پر آخر کار غالب ہو جانا ایک بڑی زبردست دلیل اس بات پر ہے کہ درحقیقت آپ صادق تھے اور خدا آپ کے ساتھ تھا-'' (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد صفحہ)

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا جو تجزیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے- اس سے بات بڑی واضح ہو جاتی ہے کہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات صبر و تحمل بردباری اور عفو و درگذر آپ کی زندگی کے ہر پہلو کو اجاگر کرتی ہیں-

دنیا کی مذہبی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخالفین کو ان کی ذات سے کوئی عناد نہ تھا- محض اختلاف عقیدہ وجہ مخالفت تھی- مخالفین نے جبر سے کام لیا- تشدد پر اترے جان کے دشمن بنے تو محض اپنے فرسودہ نظام اور آباء اجداد کی جاہلانہ رسوم کے لئے- وہ اپنے قدیمی آثار کو مٹتے دیکھ رہے تھے- فرسودہ رسوم و رواج اور بدعقائد کی عمارت کو گرتے دیکھ رہے تھے اور اسے بچانے کی کوشش میں تھے- مگر محروم و مجبور طبقہ ان کے چنگل سے نکل کر توحید خالص کے نور سے متمتع ہونا چاہتا تھا- یہ بات مخالفین کو گوارا نہ تھی اور ان کے انتقام کی آگ توحید کے پرستاروں کے لئے انتہائی اذیت ناک تھی- وہ اُوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آئے جب کہ اس دور ابتلاء میں ہمارے مقدس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کر موجب رحمت تھا-

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالفین سے کریمانہ سلوک: ○ جس دل میں مخلوق خدا کا تکلیف میں پڑنا اسے شاق گزرتا ہو اور وہ اس کے لئے مجسم شفقت ہو اور اپنے دل میں نوع انسان کی ہدایت کے لئے بے انتہاء تڑپ اور درد رکھتا ہو اس کی تو کلام اللہ نے بھی یہ تصویر کشی کی ہے- لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ کہ کیا تو اپنے جان کو ہلاکت میں ڈال دے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے اور پھر عملاً یہ بھی نظر آتا ہے کہ آپؐ نہایت درد و الحاح اور

گریہ زاری سے قوم کے لئے تڑپ تڑپ کر دعا کر رہے ہوں- ایسے وجود رحمت کے لئے کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے مخالفین کے لئے کبھی بد دعا کرے- چنانچہ یہ کوئی مفروضہ نہیں بلکہ یہ امر مبنی برحقیقت ہے کہ آپ نے کبھی مخالفین کے لئے بد دعا نہیں کی بلکہ ان پر کبھی عذاب آیا کوئی پکڑ ہوئی تو ان کے اعمال واحوال کے سبب سے-

○ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اولین مخاطب قریش مکہ کو پیغام حق دیا تو قریش نے آپ کو گالیاں دیں مارنے کی دھمکی دی- آپؐ پر نجاستیں ڈالیں، گلے میں پھندہ ڈال کر کھینچا- کبھی مجنون اور کبھی شاعر کہا- مگر آپ نے کبھی ان باتوں پر برہمی ظاہر نہ کی- ایک معمولی آدمی بھی اگر ایک مجمع میں جھٹلایا جاتا ہے تو وہ غصہ سے لرز اٹھتا ہے- مسند احمد میں ہے راوی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ جب حضور تبلیغ فرما رہے تھے کہ لوگ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ کہو تو نجات پاؤ گے- آپ کے پیچھے ابوجہل تھا وہ آپ پر خاک اڑا اڑا کر کہہ رہا تھا کہ لوگ! اس کی باتیں تمہیں دین سے برگشتہ نہ کر دیں یہ چاہتا ہے کہ تم اپنے دیوتاؤں لات وعزیٰ کو چھوڑ دو- راوی کا بیان ہے کہ آپ اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے'' (جلد۴)

○ قریش کی گالیوں کا ذکر ہوا- وہ ضد اور غصہ میں آپ کو محمدؐ (تعریف کیا گیا) کی بجائے مذمم (مذمت کیا گیا- نعوذ باللہ) کہتے تھے آپ ان کے جواب میں اپنے احباب کو صرف اسی قدر فرمایا کرتے تے کہ قریش کا مذمم کہنا مجھ پر نہیں کیونکہ میں محمدؐ ہوں-'' (مشکوٰۃ باب اسماء النبی)

مخالفین کے لئے دعا: کسی عام انسان سے مخالف کے لئے کلمہ خیر نکلنا مشکل ہے اس کی فطرت میں نفرت کا جذبہ اُبھرتا ہے لیکن انبیاء علیہم السلام عام انسانی فطرت سے بلند و بالا ہوتے ہیں- مخالفانہ حربوں عناد و دشمنی کے بالمقابل وہ ان کے حق میں بھلائی کی خواہش رکھتے ہیں وہ اپنے خون کے پیاسوں کی تشنگی شراب طہور سے دور کرتے ہیں- یہی حال اس انسان کامل کا تھا- ہجرت سے قبل مومنوں پر کیا کیا ظلم نہ ڈھائے گئے- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل مظالم ہوتے رہے جو روستم کی وہ داستان دہرانے کے لئے بھی ایک انسانی دل ہمت نہیں رکھتا- چشم فلک نے حضرت خبابؓ بن الارت پر کیا کیا مظالم نہ دیکھے- ایک بار انہوں نے عرض کیا کہ ''یارسول! دشمنوں کے حق میں بد دعا کیجئے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا (صحیح بخاری) ایک دفعہ چند اور لوگوں نے اس قسم کی درخواست کی تو فرمایا'' میں دنیا کے لئے لعنت نہیں بلکہ رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں'' (مشکوٰۃ اخلاق النبیؐ)

○ طائف کی وہ بستی جس نے آپ کی دعوت امن ومحبت کو تمسخر اور استہزاء کی نظر سے دیکھا جس نے خیر الرسلؐ کو اپنی پناہ میں لینے سے انکار کر دیا تھا- وہ جس کے بسنے والوں نے مکہ کے زخم خوردہ کو وہاں بھی لہولہان کیا- ہاں! اس بستی کی نسبت فرشتہ دریافت کرتا ہے کہ حکم ہو تو ان پر پہاڑ الٹ دیا جائے مگر وجود رحمتؐ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ شاید ان کی نسل سے کوئی خدا کا پرستار پیدا ہو-'' (صحیح بخاری)

○ وہی طائف جو ایک عرصہ کے بعد میدان جنگ میں آپ سے نبرد آزما ہوتا ہے- جاں نثاروں کی لاشیں گر رہی

ہیں۔صحابہ عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! ان کے حق میں بددعا کیجئے آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔اے اللہ ثقیف (اہل طائف) کو اسلام قبول کرنے کی توفیق دے اور ان کو مدینہ لا۔ چنانچہ دعا کے وہ تیر ٹھیک نشانہ پر لگے وہ اہل طائف مدینہ آ کر مسجد نبوی میں مہمان ٹھہرائے گئے اور پھر زیور ایمان سے آراستہ ہوئے۔ (طبقات ابن سعد غزوہ طائف)

○ قبیلہ دوس یمن میں رہتا تھا۔ طفیلؓ بن عمر دوسی قبیلہ کا رئیس تھے وہ ابتداً اسلام قبول کر چکے تھے۔وہ اپنے قبیلہ کو دعوت حق دیتے رہے مگر وہ انکار پر مصر رہے بالآخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور قبیلہ کی اس حالت کے بارہ میں عرض کیا کہ ان کے حق میں بددعا کیجئے لوگوں نے سنا تو کہنے لگے کہ اب دوس برباد ہو گئے لیکن اس رحمۃ للعالمینؐ نے یہ دعا کی۔اَللّٰھُمَّ اھْدِ دُوْساً وَاْتِ بِھِمْ (اے اللہ دوس کو ہدایت کر اور ان کو ہدایت کی طرف لا) (صحیح مسلم مناقب دوس)

○ وہ قریش مکہ جنہوں نے تین برس تک شعب ابی طالب میں آپ کو محصور کیا مکمل طور پر بائیکاٹ کیا کھانے پینے کے لئے کچھ بھی شعب میں نہ جانے دیتے تھے۔ان کی ان اذیتوں کے مقابل پر آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت عطا ہوا عین اس دور میں خود قریش قحط کا شکار ہوئے ابوسفیان آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ خدا سے دعا کرو کہ مصیبت دور ہو آپ نے فوراً دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو خدا نے انہیں اس مصیبت سے نجات دی۔ (صحیح بخاری تفسیر سورۃ الدخان)

○ غزوہ احد میں دشمنوں نے آپ پر تیر برسائے، پتھر پھینکے، تلواریں چلائیں۔ آپ کے دو دندان مبارک شہید ہوئے آپ کا جسم خون آلودہ ہوا۔اس وقت آپ کی زبان پر صرف یہی دعا تھی۔اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ اِنَّھُمْ لَایَعْلَمُوْن کہ اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کہ یہ انجان اور نادان ہیں۔

○ عبداللہ بن ابی بن سلول ساری عمر منافقت میں مبتلا رہا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کرتا رہا۔ قریش مکہ کے ساتھ اس کی ساز باز تھی۔ جب وہ غزوہ احد کے موقع پر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ آنحضورؐ کے جاں نثاروں سے الگ ہوگیا تو آپؐ نے اس کی اس دھوکہ دہی کو بھی نظر انداز کیا۔ پھر ام المومنین حضرت عائشہؓ پر الزام لگانے والوں میں وہ سب سے آگے تھا۔ مگر آنحضرتؐ کا کریمانہ برتاؤ ہمیشہ غالب رہا اور جب اس کی وفات ہوئی تو آنحضرتؐ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عمرؓ کی حیرت پر حضور اقدسؐ متبسم ہوئے اور فرمانے لگے کہ اگر میں ستر بار دعائے جنازہ پڑھوں کہ اس کی بخشش ہوسکتی ہے تو اس سے بھی زیادہ پڑھتا۔'' (صحیح بخاری کتاب الجنائز) (جاری)

تقریبِ شادی: مکرم محمد سلیم جاوید صاحب اکاؤنٹنٹ دفتر انصار اللہ پاکستان کی دو بیٹیوں مکرمہ شازیہ سلیم صاحبہ بہمراہ مکرم وسیم احمد صاحب ولد مکرم محمد کریم صاحب آف احمد نگر اور مکرمہ نازیہ سلیم صاحبہ بہمراہ مکرم عصمت اللہ صاحب ولد مکرم چوہدری رحمت اللہ صاحب چک نمبر ۵ رتیاں ضلع شیخوپورہ کی شادیاں مورخہ ۲۱ دسمبر ۲۰۰۲ء کو عمل میں آئیں۔ ادارہ ماہنامہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان شادیوں کو ہر جہت سے مبارک کرے اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ (آمین)

جمالِ سرمدی

مَلالِ زندگی پر ہے مدارِ زندگی اب بھی
کوئی سمجھے تو ظاہر ہے ہماری بے بسی اَب بھی

وہ صحرا جس میں کھویا تھا کبھی نقشِ قدم تیرا
اُسی صحرا میں جویاں ہے جنونِ عاشقی اَب بھی

ترے حسنِ ازل نے گرچہ لاکھوں آستان بدلے
مگر جیسا تھا ویسا ہے خلوصِ بندگی اَب بھی

نگاہِ ماعرفنا سے جو دیکھا تو یہی دیکھا
تری جلوہ گری میں ہے ادائے بے رُخی اَب بھی

کلیم و طُور کا قِصّہ ہے قِصّہء ماضی
کوئی ڈھونڈے تو ملتا ہے سُراغِ ایزدی اَب بھی

ترے نفسِ گُنہ پَرور نے وِیراں کر دیا جس کو
اُسی ایوانِ دل میں ہے متاعِ زندگی اَب بھی

بُتوں کو دیکھنے والے خدا تجھ کو نظر بخشے
خلیل اللہ سے خالی نہیں ہے آذری اَب بھی

تجھے آتی نہیں منصور کی بادہ کشی ورنہ
بہت کچھ کہلواتی ہے شرابِ بیخودی اَب بھی

اگر آنکھوں میں ہو اندازِ مَازاغَ البَصَر پیدا
کھلے منہ جگمگاتا ہے جمالِ سَرمدی اَب بھی

مولانا مصلح الدین راجیکی

پیشگوئی مصلح موعود کا ایک نمایاں پہلو

''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا''

تحریر: مکرم عبدالقدیر قمر صاحب

اس دہر کا ہر پیر و جواں یاد کرے گا
اے فضل عمر تجھ کو جہاں یاد کرے گا
ہر اہلِ سخن، اہل نظر، اہل تفکر
حسنِ نظر، فکر و بیاں یاد کرے گا

۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کا دن تاریخ احمدیت کا ایک بہت ہی یادگار، ناقابل فراموش دن ہے۔ یہ دن حضرت مسیح موعود (......) کی دعاؤں کی قبولیت کا دن ہے جو آپ نے اپنے رحیم و کریم مولیٰ کے حضور کیں اور یہ دن وہ عظیم الشان اور دلربا دن ہے جس دن آپ نے اپنے مولیٰ سے خوشخبری پا کر دین حق کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ ظاہر کرنے والے عدیم المثال فرزند ارجمند کی بشارت کا اعلان فرمایا۔ اللہ نے اس موعود کو تمام صفاتِ حسنہ، برکات روحانیہ اور انوار علمیہ سے مزیّن کرنے کا وعدہ فرمایا جو عصر حاضر میں باطل کا سر کچلنے اور غلبۂ دین حق کیلئے ناگزیر ہیں۔

چونکہ یہ دور علمی ترقی اور فکری بلندیوں کی انتہاؤں کو چھونے کا دور ہے۔ اس لئے پیشگوئی مصلح موعود میں یہ عظیم خبر بھی دی گئی کہ آنے والا وجود ''علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا'' تا کل عالم کے اہل علم اور فکر و دانش کو ان کے تمام علوم سمیت دینِ حق کے سامنے جھکائے اور اس کی عظمت و حقانیت کے اعتراف و اقرار پر مجبور کر دیا جائے۔

ابتدائی تعلیمی حالات:

اس پیش گوئی کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ علوم ظاہری کے متعلق ہے کہ وہ علوم ظاہری مثلاً سائنس، سیاست، اقتصادیات، کلام، نفسیات، تفسیر، حدیث، فلسفہ، ہئیت، ادب اور طب وغیرہ سے بھی پُر کیا جائے گا۔ مختصراً یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ علم و آگہی میں اگر خدائے علیم عرش پر علام الغیوب ہے تو آپ عطائے الٰہی کے سبب علام الشہود ہیں۔

اب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دنیائے ہست و بود میں آنکھ کھولنے والا نادر الوجود مولود جو بانی جماعت احمدیہ کی صداقت کا زبردست ثبوت بننے والا تھا اور آپ کے سلسلہ کی ترقی میں غیر معمولی کردار ادا کرنے والا تھا عقلاً اس بات کا مستحق تھا کہ اس کی تعلیم کا اعلیٰ سے اعلیٰ اور اچھے سے اچھا انتظام کیا جائے اور اس کی صحت کی طرف خاص توجہ دی جائے مگر یہ دیکھ کر انتہائی حیرت اور تعجب ہوتا ہے کہ وہ ان باتوں سے کلیۃً ناآشنا ہے۔ صحت انتہائی کمزور اور پڑھائی کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں لیکن ان حالات کے باوجود یہ جلد از جلد بڑھنے والا بچہ علم و ادب کے آسمان پر فیضان رسولؐ کے طفیل ایسا نیرِّ تاباں بن کر چمکا کہ

اس کے ذریعہ عرفان وایمان اور فیضان تمام نے عالم کو روشن کر دیا اس غیر معمولی فضلِ الٰہی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

''وہ ظاہری و باطنی علوم سے پُر کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ اُسے آسمان سے اپنے علوم سکھائے گا اور فرشتے وہ علوم اُسے پڑھائیں گے جو دین کیلئے ضروری ہیں۔ میری حالت یہ تھی کہ میں انگریزی کی دو سطریں بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خود میری ایسی تربیت کی کہ ہر علم میں مجھے ملکہ عطا فرمایا اور ہر قسم کے علوم سکھائے''۔ (تقریر بمقام لدھیانہ ۲۲ مارچ ۱۹۴۴ء)

ظاہری علوم میں آپ کی دسترس اور قابلیت کا مشاہدہ کرنا ہو تو آپ کی کتب ایک سیاسی لیکچر، الکفر ملة واحدہ، اساس الاتحاد، تحریک اتحاد، ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل، نہرو رپورٹ پر تبصرہ وغیرہ پر نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح ظاہری علوم سے بہرہ ور کیا تھا۔ وہ علوم جنہوں نے مردہ قوم کی رگوں میں زندگی کی حرارت اور کمزوروں کو توانائی بخشی۔ چنانچہ جن جن عمائدین، اہل علم ونظر نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ روزنامہ سیاست کے مدیر لکھتے ہیں:۔

''آپ کی سیاست کا ایک زمانہ قائل ہے۔ نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے۔ مسائل حاضرہ پر اسلامی نقطۂ نگاہ سے مدلّل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابل تعریف کام کیا ہے''۔

(روزنامہ سیاست لاہور ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء)

حضرت المصلح الموعود نے اسلامیہ کالج لاہور کی ہسٹاریکل سوسائٹی کے زیر اہتمام ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' کے عنوان سے لیکچر کو زندہ قومیں نئی منزلوں کا سراغ پانے کیلئے چراغِ راہ سمجھتی ہیں کیونکہ ایسا تحقیقی اور جامع لیکچر اس اہم موضوع پر کبھی سماعت میں نہیں آیا۔ چنانچہ سر عبدالقادر جیسا عبقری بے اختیار پکار اُٹھا:۔

''آج شام جب میں اس ہال میں آیا تو مجھے خیال تھا کہ اسلامی تاریخ کا بہت سا حصہ مجھے بھی معلوم ہے اور اس پر میں اچھی طرح رائے زنی کر سکتا ہوں۔ لیکن اب جناب مرزا صاحب کی تقریر کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ میں ابھی طفل مکتب ہوں''۔ (الفضل ۸ مارچ ۱۹۲۹ء)

اسی طرح سید حبیب احمد صاحب لکھتے ہیں:

''مذہبی اختلاف کی بات کو چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیرالدین محمود احمد نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت وافادہ ہر تعریف کا مستحق ہے''۔

(روزنامہ سیاست ۲ دسمبر ۱۹۳۰ء)

اسی طرح سفر یورپ میں دمشق کے قیام کے موقع پر اخبار ''العمران'' نے اپنی ۱۰۔اگست ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں بعنوان ''مہدی دمشق میں'' لکھا:۔

''جناب احمد قادیانی صاحب ہندوستان میں مہدی کے خلیفہ اپنے بڑے بڑے مصاحبین سمیت جو آپ کی جماعت کے بعض بڑے بڑے علماء ہیں دارالخلافہ میں تشریف لائے۔ ابھی آپ کے دارالخلافہ میں تشریف لانے کی خبر شائع ہی ہوئی تھی کہ بہت سے علماء وفضلاء آپ کے ساتھ گفتگو کرنے اور آپ کی دعوت کے متعلق آپ سے مناظرہ ومباحثہ کرنے کیلئے آپ کی خدمت میں پہنچ گئے اورانہوں نے آپ کو نہایت عمیق ریسرچ رکھنے والا عالم اور سب مذاہب اور ان کی تاریخ وفلسفہ کا گہرا مطالعہ رکھنے والا اور شریعتِ الٰہیہ کی حکمت وفلسفہ سے واقف شخصیت پایا''۔(بحوالہ ماہنامہ خالد فروری ۱۹۸۷ء)

باطنی علوم: پیشگوئی کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ وہ ظاہری علوم کے ساتھ ساتھ علوم باطنی سے بھی پُر کیا جائے گا۔ باطنی علوم سے مراد وہ علوم ہیں جو خالصۃً خدائے عزوجل کی طرف سے سکھائے جاتے ہیں۔ ان کا مہبط ظاہری حواس نہیں بلکہ قلب انسانی ہوتا ہے۔ ان کا حصول کسی جدوجہد، کسی ریاضت کسی ظاہری کاوش کا مرہون منت نہیں ہوتا بلکہ محض عطائے ربانی اور فیضِ رحمانی ہوتا ہے اور ان علوم کا تعلق ظاہری علوم کے بالکل برعکس اہل اللہ سے خاص ہوتا ہے اور خداتعالیٰ اپنے کسی مطہر بندہ کے لوحِ قلب پر وحی والہام یا القاء کے ذریعہ یہ آسمانی، باطنی علوم نازل فرماتا ہے۔ یا ان کا بیج مجمل صورت میں اس بندہ کے قلب صافی میں بھر دیا جاتا ہے اور پھر وہ بیج ایک بلند وبالا درخت یا ایک جوش زن چشمہ کی صورت میں اس کی زبان وبیان یا قلم سے جاری ہوتا اور بنی نوع انسان کی پیاسی روحوں کو سیراب کرتا ہے۔

پس مصلح موعود کو باطنی علوم سے پُر کیا جانے کا مطلب یہ ہے کہ خداتعالیٰ خود اپنی جناب سے اُسے مخصوص علوم سکھائے گا جو غلبۂ دین اور عصر حاضر کی دجالیت وسفاہیت کے قلع قمع کیلئے ضروری ہیں اور اس میں کسی دوسرے استاد، شخصیت یا ہستی کا کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ آپ ہر قسم کے علوم کا خزانہ تھے۔ خداتعالیٰ نے آپ پر علوم کے ایسے چشمے کھولے کہ جس علم کا پیاسا بھی آپ کے پاس آیا سیراب ہو کر گیا۔ آپ نے جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا اس میں آپ کی گہرائی اور تبحر علمی پر غیر بھی ششدر وحیران رہ گئے اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کئے جانے والی علامت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کی زبان مبارک سے کہلوایا گیا۔

''میں وہ ہوں جسے علوم دینِ حق اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے''۔(الفضل یکم فروری ۱۹۶۶ء)

اس خدائی تفہیم اور آسمانی مہر صداقت ثبت ہو جانے کے بعد آپ نے ببانگ دُہل اعلان فرمایا۔

''میں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ ''دین حق'' کے وہ مہتم بالشان مسائل جن پر روشنی ڈالنا اس زمانہ کے لحاظ سے نہایت ضروری تھا خدا تعالیٰ نے ان کے متعلق میری زبان اور میرے قلم سے ایسے ایسے مضامین نکلوائے کہ میں دعویٰ کر کے کہہ سکتا ہوں کہ ان تحریروں کو اگر ایک طرف کر دیا جائے یقیناً ''دین حق'' کی تبلیغ دنیا میں نہیں جا سکتی''۔ (الفضل ۱۶ فروری ۱۹۶۶ء)

معرفتِ باری تعالیٰ: باطنی علوم میں سب سے پہلا اور سب سے عظیم علم ذات وصفات الٰہیہ سے تعلق رکھتا ہے کہ اس تمام کائنات کی تمام رنگینیاں اور نیرنگیاں ذاتِ باری تعالیٰ ہی کے تو جلوے ہیں۔ وہ تمام کائنات کے تمام اسرار ورموز کا خالق ہے اور اپنے ساتھ زندہ تعلق رکھنے والوں کیلئے کائنات مسخر کرتا اور دونوں جہانوں کی کنجیاں عطا کر دیتا ہے۔ حضرت مصلح موعود خدا تعالیٰ کے قرب اور وحی سے مخصوص کئے گئے تھے۔ اس کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''مجھے اللہ تعالیٰ کا اس قدر قرب معلوم ہوتا ہے کہ میرے اور اس کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کے راز آپ ہی آپ کھلتے جا رہے ہیں''۔ (الفضل ۱۰ مئی ۱۹۶۶ء)

اور یہ راز آپ پر بچپن سے ہی کھلنے شروع ہو گئے۔ بچپن سے ہی آپ کو خدا تعالیٰ کی ذات بابرکات پر کامل یقین اور غیر متزلزل ایمان بخشا گیا تھا۔ بیسیوں دفعہ آپ کو خدا تعالیٰ کی زیارت نصیب ہوئی اور خدا تعالیٰ کی ذات کے بارہ میں جو عرفان وایقان آپ کو عطا فرمایا گیا اس سے متعلق حضور پُر نور کی کتاب ہستی باری تعالیٰ، عرفانِ الٰہی اور ذکر الٰہی پُرشوکت گواہوں کی طرح ناقابل تردید ثبوت لئے کھڑی ہیں۔

علمِ قرآن: قرآن کریم ایک طرف کتاب مکنون ہے اور اللہ تعالیٰ کی صفت الباطن کا سب سے بڑا ماخذ ومنبع بھی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی وہ عظیم الشان تجلیات اور صفات ظاہر ہوئیں جو اس سے پہلے بنی نوع انسان سے مخفی تھیں۔ سیدنا المصلح الموعود کو قرآن سے جو عشق تھا جو محبت اور وارفتگی تھی وہ کسی بیان اور دلیل کی محتاج نہیں۔

اسی عشق ومحبت کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اس فرقان کے آپ پر جام لنڈھائے اور آپ کو قرآن کریم کا خاص علم عطا فرمایا۔ آپ پر بے شمار اسرار کھولے۔ سینکڑوں مضامین سمجھائے۔ جو شخص بھی تفسیر کبیر کا مطالعہ کرے گا وہ اس حقیقت کا اظہار کرنے پر مجبور ہوگا کہ:۔

۱۔ تفسیر کبیر میں آپ نے جو نکات بیان کئے ہیں وہ منقولی نہیں۔

۲۔ وہ نکات دلائل وبراہین کے ساتھ آپ کو سمجھائے گئے ہیں۔

۳۔ اور وہ اس قدر مستند و مبنی بر حقیقت ہیں کہ کوئی انہیں چیلنج نہیں کر سکتا۔

۴۔ وہ علوم دیگر مفسرین کی کتب میں پائے نہیں جاتے اور نہ کسی اور شخص نے انہیں بیان کیا ہے۔ بلکہ محض خدا تعالیٰ

نے یہ سارے اسرار آپ کو حضرت مسیح موعود (......) کی پیشگوئی کے تحت سکھائے کہ۔ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

> ''اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک فرشتہ کے ذریعہ مجھے قرآن کریم کا علم عطا فرمایا ہے اور میرے اندر اس نے ایسا ملکہ پیدا کر دیا ہے جس طرح کسی خزانہ کی کنجی مل جاتی ہے۔ اسی طرح مجھے قرآن کریم کے علوم کی کنجی مل چکی ہے۔ دنیا کا کوئی عالم نہیں جو میرے سامنے آئے اور میں قرآن کریم کی افضلیت اس پر ظاہر نہ کر سکوں''۔ (الفضل ۱۱ فروری ۱۹۵۸ء)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ بسم اللہ ہر ایک سورۃ کی کنجی ہے۔ آپ کو سورتوں اور آیات کی باہمی ترتیب کا مضمون خاص طور پر سمجھایا گیا۔ انبیاء کی جو ترتیب قرآن کریم میں محفوظ ہے اس کی حکمتیں آپ کو بتائی گئیں۔ آپ کو یہ بھی بتایا گیا کہ قرآن کریم کا ہر لفظ اور ہر زبر اور ہر زیر اپنے اندر معنی رکھتی ہے اور قرآن کریم میں چھوٹے چھوٹے فرق سے اس کے معنی بدل جاتے ہیں۔ (تفسیر سورۃ البقرۃ صفحہ ۹۸)

آپ کو استعارات قرآنی کا علم بخشا گیا۔ مقطعات کے راز آپ پر کھولے گئے۔ قرآن کریم سے ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت، توحید الٰہی کا ثبوت، رسالت اور اس کی ضرورت، شریعت کاملہ کی علامات، دعا، تقدیر، حشر نشر، جنت دوزخ، دینی نظام اور تمدن، دین حق کی ترقی کے راز، دین حق کی اقتصادی وسیاسی تعلیم، دجالی فتنہ کو ملیا میٹ کرنے والے علوم و نظام، تمام مذاہب باطلہ کا رڈ اور تمام اقتصادی نظاموں کا ابطال آپ کو سمجھایا اور بتایا گیا۔ اسی بناء پر سینکڑوں بار آپ نے دنیا کو مقابلہ کیلئے بلایا اور بارہا اعلان فرمایا۔

> ''اللہ تعالیٰ نے مجھے رؤیاء میں بتایا کہ مجھے اس کی طرف سے قرآن کریم کا علم عطا کیا گیا ہے......
>
> سو آج میں دعویٰ کے ساتھ یہ اعلان کرتا ہوں بلکہ آج سے ۲۰۔۲۵ سال سے میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ دنیا کا کوئی فلاسفر، دنیا کا کوئی پروفیسر، دنیا کا کوئی ایم۔اے خواہ وہ ولایت کا پاس شدہ ہی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کسی علم کا جاننے والا ہو، خواہ وہ فلسفے کا ماہر ہو، خواہ وہ منطق کا ماہر ہو، خواہ دنیا کے کسی علم کا ماہر ہو میرے سامنے اگر قرآن اور دین حق پر کوئی اعتراض کرے تو نہ صرف میں اس کے اعتراض کا جواب دے سکتا ہوں بلکہ خدا کے فضل سے اس کا ناطقہ بند کر سکتا ہوں۔ دنیا کا کوئی علم نہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے مجھ کو معلومات نہ بخشی ہوں''۔ (الفضل ۱۹ فروری ۱۹۵۶ء)

جلسہ سالانہ ۱۹۰۷ء پر حضرت المصلح الموعود نے (جب کہ آپ کی عمر فقط سترہ سال تھی) پہلی پبلک تقریر فرمائی۔ یہ پُر معارف تقریر ردّ شرک میں تھی اور ''چشمہ توحید'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع ہوئی۔ تقریر کیا ہے نکات اور حقائق قرآنی کا ایک خزانہ ہے۔ پہلے حصہ میں آپ نے عیسائیت کے زوال اور دین کی ترقی کی خبر دی اور دوسرے حصہ میں آپ نے

سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی نہایت لطیف تفسیر فرمائی۔ اس پہلی تقریر کے وقت آپ کی کیفیت قابل شنید ہے۔ فرماتے ہیں:۔

''اب میں خود اس تقریر کو پڑھ کر حیران ہو جاتا ہوں کہ وہ باتیں کس طرح میرے منہ سے نکلیں اور اگر اب بھی وہ باتیں بیان کروں تو یہی سمجھوں گا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے سمجھائی ہیں''۔

اس دور کی دوسری یادگار تقریر وہ ہے جو آپ نے حضرت مسیح پاک کی وفات کے بعد پہلے جلسہ سالانہ پر فرمائی۔ اس تقریر کے متعلق عالم بے بدل نابغۂ روزگار حضرت مولانا شیر علی صاحب بیان فرماتے ہیں کہ:۔

''اس وقت آپ کی آواز اور آپ کی ادا اور طرزِ تقریر اور آپ کا لہجہ حضرت مسیح موعود کی آواز اور طرزِ تقریر سے ایسے شدید طور پر مشابہ تھے کہ اس وقت سننے والوں کے دل میں حضرت مسیح موعود کی یاد تازہ ہوگئی اور جب تقریر ختم ہو چکی تو علامہ دہر، عاشق قرآن حضرت مولانا نورالدین صاحب امام جماعت احمدیہ نے فرمایا ''میاں نے بہت سی آیات کی ایسی تفسیر کی ہے جو میرے لئے بھی نئی تھی''۔ (الفضل ۵ نومبر ۱۹۳۸ء)

تاریخ احمدیت جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ پر ان دنوں کے واقعات کو منصۂ شہود پر لاتے ہوئے (جب کہ حضور، حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے پاس تعلیم کے سلسلہ میں حاضر ہوا کرتے تھے) حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کا یہ ارشاد تحریر فرمایا ہے۔

''میاں جب قرآن کریم کا سبق پڑھتے ہیں تو بہت سی آیات مجھے حل ہو جاتی ہیں۔ جن باریکیوں کو یہ پہنچ جاتے ہیں میرا وہم بھی وہاں تک نہیں پہنچتا''۔

تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد مشہور نقاد و ادیب اختر اورینوی (پٹنہ۔ انڈیا) لکھتے ہیں:۔

''یہ تفسیریں سراجِ منیر ہیں۔ ان سے قرآن حکیم کی حیات بخش شعاعوں کا انعکاس ہوتا ہے۔ تفسیر قرآنی یہ دولت سرمدی دنیا اور عقبیٰ کیلئے لاکھوں، سلطنتوں اور ہزاروں ہزار جنتوں سے افضل ہے۔ علوم قرآن کے گہر ہائے آبدار کانِ معانی و معدنِ عرفان سے نکالے گئے ہیں۔ غواصِ معارف پر فدا ہونے کو جی چاہتا ہے''۔ (سوانح فضل عمر جلد ۳ صفحہ ۱۶۲)

قرآنی حقائق و معارف اور آپ کی غیر معمولی فراست اور تبحر علمی کا اقرار کرتے ہوئے مولانا نیاز فتحپوری صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت کی تفسیر کبیر جلد سوم آج کل میرے سامنے ہے۔ میں اسے بڑی نگاہِ غائر سے دیکھ رہا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ مطالعہ قرآن کا ایک بالکل نیا زاویہ فکر آپ نے پیدا کیا ہے اور یہ تفسیر اپنی نوعیت کے لحاظ سے بالکل پہلی تفسیر ہے۔ جس میں عقل و نقل کو بڑے حسن سے ہم آہنگ دکھایا گیا ہے۔ آپ کا تبحر علمی، آپ کی وسعتِ نظر، آپ کی غیر معمولی فراست، آپ کا حسنِ استدلال اس کے ایک ایک

لفظ سے نمایاں ہیں''۔ (ملاحظات نیاز صفحہ ۱۲۵)

امورِ غیبیہ: علوم باطنی سکھانے کا ذریعہ حواس باطنی ہیں جو وحی والہام اور کشف ورویائے صالحہ کے ذریعہ بیدار ہوتے ہیں۔ اور ان علوم میں سے ایک حیرت انگیز اور بے مثال علم پیشگوئیوں اور امورِ غیبیہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حضرت المصلح الموعود کو خداتعالیٰ نے اس سے وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ فرماتے ہیں:۔

''اس شق میں بھی خداتعالیٰ نے مجھ پر خاص عنایت فرمائی ہے اور سینکڑوں خوابیں اور الہام مجھے ہوئے ہیں۔ جو علومِ غیب پر مشتمل ہیں''۔ (الموعود صفحہ ۹۹)

حضور نے صاحب تجربہ ہونے کی حیثیت سے وحی والہام اور رویاء کشوف کی لطافتوں، ان کی قسموں، حکمتوں اور نزول کے طریقوں پر بہت ہی سیر حاصل اور جامع بحث فرمائی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی کتاب حقیقۃ الرؤیا اور تفسیر کبیر میں سے سورۃ الزلزال خاص طور پر مطالعہ کرنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

علم النفس: قوموں کے راہنما، لیڈر اور امام کیلئے علم النفس کا ماہر ہونا از حد ضروری ہے تا کہ وہ ہر گروہ، قبیلے اور شخص کی نفسیات سمجھ کر ان کی تربیت واصلاح کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس علم سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔

فرماتے ہیں:۔

''میں خداتعالیٰ کے فضل سے علم النفس کا بہت ماہر ہوں۔ یوں تو میں پرائمری پاس بھی نہیں مگر علم النفس کے ماہر لوگ بھی گفتگو میں مجھ سے خداتعالیٰ کے فضل سے دبتے ہیں اور وہ سینکڑوں کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی میرے علم النفس کا مقابلہ نہیں کر سکتے''۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۵)

علم بیان: اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق حضور انور کو علوم ظاہری وباطنی سے پُر کیا تو قوت بیان بھی ساتھ ہی عطا فرمائی۔ تا آپ ان علوم کو کھول کر اور پوری وضاحت وتفصیل سے دنیا کے سامنے بیان بھی کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے آپ کو بیان کی ایسی قدرت عطا فرمائی کہ گھنٹوں پر مشتمل خطاب بھی نہ صرف عام لوگ بلکہ بڑے بڑے نامور اسکالرز چوٹی کے مفکر، عظیم دانشور اور نامی گرامی علماء سنتے اور آپ کے دامن سے خوشہ چینی کرتے اور انمول اور بیش بہا موتیوں سے اپنی جھولیاں بھر بھر لے جاتے۔ بارش ہو یا آندھی، دھوپ ہو یا سایہ، دن ہو یا رات کے ڈھلتے سائے کوئی چیز بھی سامعین کی سمع خراشی کا موجب نہ ہو سکتی تھی۔ بلکہ ہر کوئی یہ محسوس کرتا۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ایسا کیوں نہ ہوتا کہ عرش کے خدا نے آپ کو سلطان البیان کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ (الفضل ۹ مئی ۱۹۶۲ء) آغازِ خلافت میں ایک امریکن پادری آپ کی زیارت کو حاضر ہوا۔ دوران ملاقات اپنی دانست میں بہت مشکل اور پیچیدہ سوال پیش

کئے۔ واپسی پر یہ کہنے پر مجبور ہوا۔

''میں نے آج تک ایسی معقول، مدلل گفتگو اور ایسی مدلل تقریر کسی اور..... کے منہ سے نہیں سنی۔

معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا خلیفہ بہت بڑا اسکالر ہے اور مذاہب عالم پر اس کی نظر بڑی ہی گہری ہے''۔

(تاریخ احمدیت جلد ۵ صفحہ ۱۸۱)

علم الاخلاق: حضرت سیدنا المصلح الموعود علم الاخلاق کے بھی زبردست نباض اور قلزم کردار کے منارۂ ضوبار اور مدینۂ تہذیب وتمدن کے طاق زرّیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تہذیب ونفاست اور لطافت ونجابت کے وسیع میدان میں جب آپ نے اپنے فکر وتخیل کے خیل بے مثال کو مہمیز کیا تو بڑے بڑے دواران عالم اور مفکران اعظم آپ کی گرد کو بھی نہ پا سکے اور سب نے زانوئے تلمذ آپ کے حضور طے کیا اور یہی آفتاب و ماہتاب ان کا چراغِ راہ ہوا۔ اس آب حیات سے جو بھی زندگی کشید کرنا چاہتا ہے اُسے چشمۂ شیریں ''منہاج الطالبین'' کے مطالعہ کی دعوت ہے۔

علم الکلام: حضرت المصلح الموعود نے ان تمام مسائل پر جن کو نہایت دقیق، مشکل اور پیچیدہ سمجھا جاتا تھا قلم اُٹھایا اور اپنی تقریروں، تحریروں سے ان کو اس طرح سادہ اور عام فہم پیرایہ میں بیان کیا کہ وہی مشکل مضمون آسانی کے ساتھ سمجھ آنے لگے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ ان پر ایسے طور پر بحث فرمائی کہ کوئی پہلو بھی تشنہ نہ چھوڑا۔ حضور کی وہ معرکۃ الآراء تقاریر جو آپ نے جلسہ ہائے سالانہ پر فرمائیں وہ خطبات جو آپ نے ارشاد فرمائے اور وہ بے بدل کتب جو آپ کے قلم سے نکلیں خواہ کوئی دینی مسئلہ یا تعلیم العقائد والاعمال کے بارہ میں، خزینۃ العلوم ہو یا آسمانی نظام کا پس منظر۔ ان میں ایسے نکات اور قیمتی جواہر ہیں جن کی مثال ملنا محال ہے۔

پس خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی کہ ''وہ علوم ظاہری اور باطنی سے پُر کیا جائے گا'' اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ آفتاب نیمروز کی مانند واضح اور عیاں اور کھلے کھلے طور پر پوری ہو چکی ہے۔ اور پیشگوئی مصلح موعود کا یہ حصہ ہر احمدی سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ ان علوم سے مسلح ہو کر ''دین حق'' کی آخری فتح میں حصہ دار بنے اور ہمیشہ حضور کے اس ارشاد کو مدنظر رکھے۔

''صحیح معنوں میں احمدی وہی ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدیت کے دنیا میں غالب آجانے کے معنی یہ ہیں کہ یورپ، امریکہ، جاپان، چین غرضیکہ دنیا کے ہر ملک کے بڑے بڑے مؤرخ، فلاسفر اور سائنسدان لائے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے شاگرد ہیں۔ ان کو پڑھاؤ اور پھر اس کے لئے تیاری کرتے ہیں''۔ (الفضل ۱۴۔ اپریل ۱۹۴۳ء)

ہم پہاڑوں کی بلندی سے پڑھیں گے قرآں
کفر و الحاد نگونسار نظر آئیں گے
اتنی رفعت پہ محمدؐ کا رکھیں گے پرچم
اس کے سائے میں جہاندار نظر آئیں گے

☆☆☆

پسرِ موعود

جس کی منزل آسمانوں سے پرے مقصود ہے
جس کے بازو میں کوئی پرواز لامحدود ہے
بت کدہ جس کی نگاہوں نے کیا نابود ہے
غزنوی محمود سے بڑھ کر مرا محمود ہے
جس نے ہے یاجوج اور ماجوج کو پسپا کیا
ایستادہ اس کی ہیں تائید میں ارض و سما

اے بشیرالدین تُو محمود، تُو فضل عمر!
تو ہے اسمِ بامسمّٰی اے ہمارے رہبر
دشمن دیں کے مقابل تو ہے مثلِ شیر نر
ہو گئے ایوان باطل آج پھر زیر و زبر
بوم کتنی دیر ٹھہرے گا ہُما کے سامنے
سَر تو جھکوا دے گا شیطاں کا خدا کے سامنے

کس قدر حق نے عطا کی ہے تجھے عقلِ سلیم
سَر خمیدہ تیرے آگے آج یونانی حکیم
باغِ ہستی میں تری موجِ نفس بادِ نسیم
دید کا تجھ کو تقاضا ہر گھڑی مثلِ کلیم
ہے تجلّی نُور کی یہ پیکرِ خاکی ترا
''مظہر قدرت'' ہے تُو اندازِ افلاکی ترا

ہیں قوی تیرے ارادے، صورت کوہِ گراں
مقصد دل ہے ترا، تسخیر ہوں دونوں جہاں!
پیکرِ خاکی ترا ہے بجلیوں کا آشیاں
تیرے ہر ہر لفظ سے ہیں، ذرد کے دریا رواں!
ہاں بیابانِ محبت میں سراپا گم ہے تُو!
مُردہ روحوں کے لئے بے شک صدائے "قُم" ہے تُو!

کون سا عُقدہ ہے جو تیرے لئے آساں نہیں!
درد وہ کیا ہے! کہ تو جس درد کا درماں نہیں!
آنکھ وہ کیسی جو تجھ کو دیکھ کر حیراں نہیں!
تیرا ہمسر آج دنیا میں کوئی انساں نہیں!
چشمہ شیریں ہے کوئی تیرے "پاؤں" کے تلے
تشنگی بجھتی ہے گویا تیری چھاؤں کے تلے

جس نے کھوئے صد ہزاراں بستہ و پوشیدہ راز
اک زمانے کو بنایا پاک بین و پاکباز
عشق افزا، روح پرور، نغمہ ہائے سوز و ساز
جس کا اندازِ کہن لاریب ہے جدّت طراز
جان و دل سے معتقد ہوں میرزا محمود کا
ہے یہی موعود بیٹا مہدی مسعودؑ کا

عبدالسلام اسلام

بابیت کے بارہ میں کچھ تاریخی حقائق

۴۔ بسلسلہ باب اور بہاء اللہ کے دعویٰ کی اصلیت

تحریر: مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب

جناب علی محمد باب کے دعویٰ مہدویت کے بارہ میں پیشتر ازیں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے کہ موصوف نے اپنی زندگی میں ایسے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کبھی نہیں کیا جس کی بشارت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی۔ اور امتِ مسلمہ صدیوں سے اس کے ظہور کی منتظر تھی۔ نہ کبھی جناب علی محمد باب کو اپنی زندگی میں امام مہدی کا مدعی ہونے کی وجہ سے علماء کی مخالفت برداشت کرنا پڑی۔ نہ ہی محض دعویٰ مہدویت ایرانی حکومت کے ہاں قابل سزا ہو سکتا تھا۔ بلکہ اس کے برعکس حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ ایک جنونی ذہنیت رکھنے والے اور جناب بہاء اللہ کا آلہ کار تھے۔ جناب بہاء اللہ نے پسِ پردہ رہ کر جناب علی محمد باب سے ایسے باغیانہ اقدامات کروائے کہ جس کے نتیجہ میں حکومت اور سرکاری مشینری نے لاء اینڈ آرڈر کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے جناب باب کی سرکوبی کو ضروری سمجھا۔ وہ اپنی مہدویت کی بجائے اپنے ماحول میں اس مجرمانہ فعل میں بھی ملوث پائے گئے۔ کہ قرآن مجید اور مذہبی لٹریچر اور کتابوں کو پھاڑا اور جلایا جائے۔ جبکہ قرآن کریم اور اسلامی لٹریچر کے مقابل پر باب کے پاس کوئی متبادل شریعت پیش کرنے کا سامان نہیں تھا۔ جب اپنی باغیانہ روش اور توہین قرآن و اسلامی لٹریچر کی وجہ سے عوام میں ایک اشتعال پیدا ہوا تو حکومت ایسے مفسد وجود کو جیل کی کوٹھڑی میں بند کرنا ضروری سمجھتی تھی۔ اگر کسی بہائی قلمکار کے پاس تاریخی اعتبار سے ایسا مواد یا ثبوت موجود ہو جس میں محض باب کے دعویٰ مہدویت کی بناء پر حکومت کی طرف سے اُس کی گرفت یا علماء و عوام میں ردّعمل پیدا ہوا ہو تو ایسا ثبوت کیوں سامنے نہیں لایا جاتا۔ آج کے بہائیوں کی قیاس آرائیاں جناب باب کی مہدویت اور جناب بہاء اللہ کی مسیحیت کا ثبوت نہیں بن سکتیں۔

بہائی قلمکار نے اس اعتراض کے جواب میں کہ جناب علی محمد باب کا دعویٔ مہدویت نہ تھا جو حوالہ جات پیش کئے ہیں ان میں کوئی ایک حوالہ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ انہوں نے اپنی زندگی میں دعویٔ مہدویت کیا اور اپنے قلم سے اسے ضبطِ تحریر میں لایا۔ بلکہ اس کے برعکس ان کی باغیانہ نقل و حرکت اور ظالمانہ بلکہ صریح مُفسدانہ حرکتیں (قرآن کریم کو جلانا' مذہبی کتابوں کو پھاڑنا اور پاؤں تلے روندنا وغیرہ) پر پردہ ڈالنے کیلئے اور ان کی معصومیت اور مظلومیت کو اُچھالنے کیلئے اسے مدعیٔ مہدویت قرار دیا جا رہا ہے۔

بہائی قلمکاروں کو یہ عقل کیوں نہیں آ رہی کہ تاریخ کو بدلنا ان کیلئے ہرگز ممکن نہیں۔ گزشتہ مضمون میں یہ حقیقت سامنے لائی جا چکی ہے کہ جناب علی محمد باب کے متعلق یہ روایت ''حقیقۃ البابیہ والبھائیہ'' از محسن عبدالحمید صریحاً بدنیتی کے ساتھ

پیش کی گئی۔ کیونکہ جہاں اس نے باب کے مکہ جانے اور وہاں اعلان مہدویت کرنے کے ارادہ کا ذکر کیا ہے وہاں اگلے فقرہ میں محسن عبدالحمید صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے تحقیق کنندگان کے نزدیک باب نے یہ سفر نہیں کیا بلکہ مکہ کی بجائے مسقط کی طرف سفر کیا۔ کیا بہائیوں کے نزدیک ایسی روائتیں باب کو مقام مہدویت کے بلند منصب پر فائز کرسکتی ہیں۔ بہائی مضمون نگار نے اس روایت کے علاوہ مزید تین چار حوالہ جات اس مقصد سے لکھے ہیں کہ باب کے دعویٰ مہدویت کو ثابت شدہ تسلیم کیا جائے۔ لیکن وہ حوالہ جات نہ باب کے اپنے قول وقلم کے ہیں نہ باب کی اپنی کسی کتاب کی طرف منسوب ہیں۔ بلکہ بعد کے مضمون نگاروں کے خودساختہ بنائے گئے حوالہ جات ہیں۔ اوران کی موجودگی میں بہائی قلمکاروں کیلئے یہ چیلنج قائم و دائم ہے کہ جناب علی محمد باب نے اپنی زندگی میں امتِ مسلمہ کے موعود امام مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

جناب علی محمد باب کی چھ سالہ قید وبند اور قتل کے پسِ منظر میں کہیں اس کی مہدویت کا شائبہ نہیں ملتا۔ کیونکہ حکومت کے پُرامن ماحول میں آنجہانی اُس گروپ میں سرگرم ہوگئے جو طرح طرح کی قانون شکنیاں اور تخریبی کارروائیاں کررہے تھے اس لئے دیگر افراد کے ساتھ وہ جیل کی کوٹھڑیوں میں گلتے سڑتے رہے۔ کہاں امام مہدی کا بلند و بالا منصب جس میں خدائی تائید ونصرت کے ساتھ خدائی حفاظت میں احیائے دین کی عظیم مہم اور کہاں جناب علی محمد باب کی زندگی کے مزعومہ دعویٰ سے موت تک عبرتناک انجام اور اس رسوائی پر آخری ضرب خود جناب بہاء اللہ لگانے والے تھے جو پسِ پردہ بیٹھ کر ان پر جیل کی زندگی میں ''البیان'' نازل کرتے رہے اور اس کے عبرتناک انجام کے بعد البیان کو منسوخ ومعدوم کردیا۔ یہ درحقیقت قرآنِ پاک کی مخالفت اور توہین کرنے والے وجود کے ساتھ قدرتِ ایزدی کی انتقامی سزا تھی۔ ایسے شخص کو امت کا موعود مہدی قرار دینا بہائیوں کی دینِ حق سے دشمنی کے سوا اور کچھ نہیں۔ (وہ خود اقراری ہیں کہ مجھ پر البیان کتاب بہاء اللہ نے نازل کی)

بہائی قلمکار بڑے فخر سے باب کے نام اور سادات خاندان سے تعلق کو اچھالتے ہیں۔ گویا جس شخص کا نام بھی ''محمد'' ہو اور سادات خاندان سے تعلق رکھتا ہو اسے مہدی تسلیم کرنے میں کسی کو تردّد ظاہر نہیں کرنا چاہئے۔ اور وہ خود دعویٰ مہدویت نہ بھی کرے تو بہائی قلمکار شاید انہی دو باتوں کو مہدویت ثابت کرنے کیلئے کافی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ نام ''محمد'' ہونا اور ''سادات'' خاندان سے تعلق ایک عمومی چیز ہے۔ اسلامی تاریخ میں ایسے افراد ہوئے اور ہوتے رہیں گے جن کے نام ماں باپ نے محمد رکھے ہوں اور سادات خاندان کی آغوش میں پیدا ہوئے، پلے اور بڑھے ہوں۔ جبکہ ایسے قرائن اور شواہد جن کا تعلق انسانی سوچوں کے ساتھ ہو کسی مدعی کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے قطعی اور فیصلہ کُن نہیں ہوسکتے۔ ہاں ایک اضافی ثبوت کے طور پر ایسی باتوں کو سامنے رکھنا مفید ہوتا ہے۔

کسی مدعی کی صداقت پرکھنے کیلئے بنیادی امور یہ ہوا کرتے ہیں۔

اوّل: اس شخص کا اپنا دعویٰ ہو۔ گویا وہ خود مدعی ہو۔ دوم: ایسا دعویٰ وہ خدائی حکم کے ماتحت کررہا ہو۔

سوم: خداتعالیٰ کی تائید وحفاظت اس کے شاملِ حال ہو۔ چہارم: اسکی کوششوں کے نتائج انسانی توقعات سے بڑھ کر خدائی نصرت کے باعث مثالی ہوں۔

جناب علی محمد باب کو ان باتوں میں سے کوئی ایک بھی نصیب نہیں ہوئی۔ پھر وہ امام مہدی کیسے ٹھہرے۔ بہائیوں کی ساری کاوشیں ''مریداں مے پرانند'' کی مصداق ہیں۔ خدا انہیں عقل وسمجھ دے۔

جناب علی محمد باب کا سادات سے ''رشتہ'' اور نام میں لفظ ''محمد'' کی موجودگی سے خود باب اور بہائیوں کو کیا فائدہ پہنچا۔ اسے بھی سامنے لانے کی بہائی قلمکاروں کو سعی کرنی چاہئے تھی۔ یہ کسے علم نہیں کہ سادات کی ابتداء پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی اور ''محمد'' نام کو تقدس اور عظمت بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے طفیل حاصل ہے۔ اب بہائی قلمکاروں کی عقل وفہم پر ایسے سیاہ پردے پڑے ہیں کہ باب کی سادات اور محمدیت کے نعرے تو لگاتے ہیں لیکن اُس کا واحد کارنامہ یہ قرار دیتے ہیں کہ اُس نے سید السادات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی اُس کامل شریعت کو جو قیامت تک بنی نوع انسان کیلئے ہدایت وفلاح کا ذریعہ تھی، ایک ناقص بے دلیل بے برکت ''البیان'' کے ذریعہ منسوخ کردیا۔ ہاں وہ البیان جس کو بہاء اللہ نے موقعہ ملتے ہی حرفِ غلط کی طرح مٹادیا۔ کیا ایسے ''سید'' اور ''محمد'' کی امتِ مسلمہ کو ضرورت تھی اور کیا ایسا ''سید'' اور ''محمد'' حضرت سید السادات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف ادنیٰ سی نسبت کا بھی اہل ہو سکتا ہے۔ کچھ تو خیال کریں۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ''سید'' اور ''محمد'' کی انتظار ہوسکتی تھی۔ یا ایسے ناخلف ''سید'' کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کو بشارت دے سکتے تھے جو قرآن کریم کو نہ صرف منسوخ کرے بلکہ جلانے اور تلف کرنے کی تعلیم لائے۔

بہائی قلمکار نے اپنے مضمون میں صریحاً غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے حضرت بانی جماعت احمدیہ پر یہ بہتان باندھا ہے کہ آپ نئی شریعت لانے کے مدعی تھے یہ الزام تراشی محض اس نیت سے کی جارہی ہے کہ بابیت کے اس گھناؤنے جرم کی تخفیف کی صورت پیدا کی جائے۔ قرآنِ کریم کی شریعت کو اور مقدس کتاب الٰہی کو پھاڑنے جلانے اور منسوخ کرنے کے قبیح جرم کی طرف سے قارئین کی توجہ کو ہٹایا جاسکے۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ کا واضح اعلان بہائی قلمکار کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب

اس واضح اور دوٹوک اعلان کے بعد حضرت بانی جماعت احمدیہ پر نئی کتاب اور شریعت لانے کے الزام کا جواز کیا رہ جاتا ہے۔ سوائے بدنیتی اور جھوٹ کے۔

دنیا کے قریباً ۱۸۰ ممالک میں پھیلے ہوئے احمدیوں میں سے کسی ایک احمدی کا اقرار پیش کریں جو یہ ایمان رکھتا ہو کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ نے شریعت حقہ کو منسوخ کرکے اپنی نئی شریعت پیش کی ہے یا کسی نئی شریعت پر عمل ہو رہا ہے۔ پھر

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی کتب دنیا بھر میں اشاعت پذیر ہو چکی ہیں۔ آپ کی کتب میں سے کوئی ایسا ثبوت مہیا کریں جس میں آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی پاک شریعت کو منسوخ کر دینے کا دعویٰ کیا ہو۔ حضرت بانی جماعت احمدیہ کے وصال کے بعد جماعت میں نظام خلافت احمدیہ کا مبارک سلسلہ جاری ہے اور اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے چوتھے خلیفہ کی مبارک قیادت میں احمدیت دنیا بھر میں پھیلتی جا رہی ہے۔ کیا حضرت بانی جماعت احمدیہ اور ان کے چاروں جانشینوں میں سے کسی کا دعویٰ موجود ہے کہ شریعت کو منسوخ کر کے نئی شریعت جماعت احمدیہ نے پیش کی ہے۔ بہائی قلمکاروں کے ذہنوں میں چونکہ فتور کا پہلو غالب ہے۔ اس لئے احمدیت کے خلاف اشتعال انگیزی کرنے کیلئے ادھر اُدھر کی ایسی باتوں کا سہارا لیتے ہیں جنہیں جماعت احمدیہ میں کبھی تسلیم نہیں کیا گیا۔ چنانچہ بہائی قلمکار نے اپنے مضمون میں جہاں بدنیتی کا مظاہرہ کیا ہے وہاں لاتقربوا الصلوۃ کو نامکمل صورت میں پیش کرنے والی روایتی بددیانتی دکھائی ہے۔

اخبار الفضل ۱۵ فروری ۱۹۱۹ء کے حوالہ سے مضمون نگار نے جو حصہ نقل کیا ہے وہ صریحاً بددیانتی اور جعل سازی پر مبنی ہے۔ مضمون نگار لکھتا ہے۔

''اخبار الفضل لکھتا ہے کہ مرزا صاحب صاحبِ کتاب نبی تھے......''

یہ فقرہ الفضل کے مضمون میں ہرگز موجود نہیں۔ بہائی مضمون نگار کی جعل سازی ہے۔ آگے چل کر اسی مضمون میں الفضل کے مضمون نگار نے صاف لکھا ہے ''حضرت مرزا صاحب کے ماانزل الیہ میں نئی شریعت نہیں کیونکہ اس کی ضرورت نہیں رہی تھی......''

بہائی قلمکار کو الفضل کے مضمون نگار کا یہ فقرہ کیوں نظر نہیں آیا۔ بہائی مضمون نگار نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک اور جعل سازی یہ کی ہے کہ ''قادیانی مذہب صفحہ ۵۹۰'' کے حوالہ سے ایک عربی عبارت درج کی ہے۔ جو اس کتاب کے صفحہ ۵۹۰ پر موجود نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ جب قلمی بددیانتی کا ارتکاب کرنا ہی ہے تو جہاں احمدیہ لٹریچر میں بہائی رد و بدل کر رہے ہیں وہاں احمدیت کے مخالف لٹریچر میں بھی جعلی اور فرضی حوالے منسوب کر دیئے جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اب یہ ''قادیانی مذہب'' شائع کرنے والے طبقہ کی ذمہ داری ٹھہرتی ہے کہ بہائی قلمکار سے اس حوالہ کا ثبوت طلب کریں یا اس کی گرفت کریں۔ لیکن بہائیت کی ''دیانت'' دونوں صورتوں میں واضح ہے۔

جہاں تک انبیاء کے شرعی اور غیر شرعی ہونے کا تعلق ہے وہ سیدھی سی بات ہے کہ شریعت جدیدہ لانے والے انبیاء تھوڑی تعداد میں آئے ہیں اور ان کی لائی ہوئی شریعت کے نفاذ اور اشاعت کی خدمت انجام دینے کیلئے انبیاء کثیر تعداد میں آئے ہیں۔ لیکن جہاں تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور راہنمائی اور لحظہ لحظہ کی سرپرستی کا تعلق ہے ہر نبی کو خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوتا رہا ہے۔ پس اگر احکام جدید سے مراد خدا سے ہمکلام ہونا لیا جائے تو یہ مقام ہر نبی کو ملتا رہا۔ لیکن اگر احکام جدید سے مراد جدید شریعت ہو تو یہ ایسے خاص انبیاء تھے جن میں آخری افضل اور اکمل نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ نے ان کی لائی ہوئی شریعت کاملہ کے مقابلہ پر کوئی نئی شریعت پیش نہیں کی۔ اور پیش ہو بھی نہیں سکتی کیونکہ کامل شریعت کے بعد نئی شریعت کا تصور بھی جائز نہیں۔ سوائے بابیت اور بہائیت کے جو کامل اور دائمی شریعت کے بعد ناقص، نامکمل اور وقتی شریعت پیش کرنے کے مجرم ہیں۔ وقتی شریعت اس لئے کہ باب نے اپنی کتاب البیان کے ذریعہ دائمی شریعت یعنی قرآنِ پاک کو منسوخ قرار دیا اس البیان کو سات آٹھ سال کے اندر اندر بہاء اللہ نے منسوخ کر دیا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے شب و روز راہنمائی اور سرپرستی نصیب رہی اور آپ کے الہامات کثیر تعداد میں ہیں لیکن کوئی ایک الہام اُن میں ایسا نہیں جو قرآنی شریعت کو منسوخ ٹھہرانے والا ہو۔ کاش کہ اتنی آسان اور واضح بات بہائی قلمکار کے دل و دماغ میں داخل ہو سکے۔

جناب علی محمد باب کی مہدویت کا ایک اور زاویہ سے جائزہ لینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے سر مہدویت مڑھی جا رہی ہے اس کا بطور مہدی، قرآن کریم کو منسوخ کرنے کے علاوہ اور کیا کارنامہ تھا؟ اور امتِ مسلمہ کو باب کی مہدویت سے کیا فیض پہنچا۔ بہائیوں کو باب کی مہدویت کے تعلق میں اِدھر اُدھر کی ہیرا پھیری کی بجائے مثبت نتائج سامنے لانے چاہئیں کیونکہ ایسے مہدی کا امت کو کیا فائدہ جو لفظی مہدویت کا مظہر ہو اور عملی فیض اور خدمت کا نمایاں کارنامہ انجام نہ دے سکے۔ گویا

گفتار کا غازی بن تو گیا کردار کا غازی بن نہ سکا

جناب علی محمد باب بعض باغیانہ حرکات کی وجہ سے جیل میں ڈال دیا گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس طرح اس کے شر سے عوام کو تحفظ دے دیا گیا جو قلیل عرصہ جیل سے قبل وہ متحرک رہا اس میں سوائے فتنہ و فساد کے کوئی اصلاحی عمل اس سے صادر نہیں ہوا اور اپنی مجبوریوں اور مظلومیت کا انتقام لینے کیلئے قید و بند میں حکومت سے ٹکر لینا تو ممکن نہیں تھا اس نے خدا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نبرد آزمائی شروع کر دی اور شریعتِ کاملہ کو منسوخ قرار دینے کا کھیل کھیلا۔ ظاہر ہے کہ ایسے قبیح جرم کی سزا سے بچنا کسی بھی انسان کیلئے ممکن نہیں۔ اس لئے جناب علی محمد باب تا مرگ جیل کی تاریک کوٹھڑیوں میں موردِ عذاب الٰہی بنے رہے۔ ایسا عبرتناک انجام کب کسی کا ہوا۔ بہائی اس بات پر اتراتے پھرتے ہیں کہ اس کی نعش اور مزار کی موجودگی نشان الٰہی ہے۔ ہمیں اُن سے کسی اختلاف کی ضرورت نہیں۔ ایسے کردار والے شخص کی قبر کا محفوظ رہنا آئندہ نسلوں کیلئے درسِ عبرت ہوگا۔ کیا پہلوں کا انجام سامنے نہیں ایک کی لاش بھی تو محفوظ بتائی جاتی ہے۔ کیا اسے بھی اس کی صداقت کا معجزہ تصور کریں گے۔

☆☆☆

یوم تحریک جدید: امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۴۔ اپریل ۲۰۰۳ء بروز جمعۃ المبارک ''یوم تحریک جدید'' منانے کا اہتمام فرمائیں۔ (وکیل الدیوان تحریک جدید)

تعلیم القرآن اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

از: مکرم منیر مسعود صاحب - لاہور

کسی علم کا پڑھنا اور سیکھنا ان معنوں میں لیا جاتا ہے کہ جو کچھ اس علم کے بارہ میں پہلے سے معلوم ہو چکا ہے اسے جان لیا جائے مگر تعلیم سے مراد اس علم سے استفادہ ہے۔ قرآن کریم کے الفاظ میں ان گنت معارف ہیں جن سے ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق فائدہ اٹھاتا ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

کِتَابُ اللّٰہِ عَلٰی اَرْبَعَۃِ اَشْیَاءَ. اَلْعِبَارَۃُ وَالْاِشَارَۃُ وَاللَّطَائِفُ وَالْحَقَائِقُ فَالعِبَارَۃُ لِلْعَوَامِ، وَالْاِشَارَۃُ لِلْخَوَاصِ وَاللَّطَائِف لِلْاَوْلِیَاءِ وَالْحَقَائِقُ لِلْاَنْبِیَاءِ (جلد چہارم کتاب خلاصہ مطابہی از دین اسلام تالیف سید محمد باقر نجفی)

یعنی کتاب اللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے۔ عبارت پر، اشارات پر، لطائف پر اور حقائق پر۔ عبارت عوام کیلئے، اشارات مقربین (خواص) کیلئے، لطیف نکات اولیاء کیلئے اور حقائق انبیاء کیلئے۔

تعلیم القرآن سے مراد ان چاروں درجوں میں حسب استطاعت سعی کرنا ہے۔

تلاوت قرآن کے تقاضے:

قرآن کریم کی قرأت کے بہت سے اسلوب اور تقاضے ہیں مختصراً یہ کہ (۱) باوضو ہو کر قرأت کی جائے۔ (۲) قرأت شروع کرنے سے پہلے استعاذہ پڑھے (۳) خوش الحانی سے پڑھے تا نغمگی کے صوتی اثرات مترتب ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں "خوش الحانی سے قرآن پڑھنا عبادت ہے"۔ (۴) صحت تلفظ کے ساتھ قرأت کرنا۔ یاد رکھنا چاہئے کہ عربی زبان میں تلفظ بدل جانے سے بسا اوقات معنی بدل جاتے ہیں اس لئے صحت تلفظ کے ساتھ قرأت کرنا چاہئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہدایات دی ہیں کہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت صحت تلفظ ہمیشہ ملحوظ و مقصود رہے۔ (۵) ٹھہر ٹھہر کر پڑھے جس کے لئے احادیث نبوی میں متعدد بار ہدایت آئی ہے۔ (۶) اتنا پڑھے جس سے دل اُکتا نہ جائے۔ (۷) جب قرآن مجید پڑھا جائے تو سنا کرو اور خاموش ہو جاؤ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ (۸) تلاوت خشوع و خضوع کے ساتھ کرنی چاہئے۔ (۹) جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں جلدی سے پڑھے اور پناہ مانگے اور جہاں رحمت کا ذکر ہو وہاں رحمت کا طالب ہو۔ غرضیکہ تلاوت قرآن مجید تعلیم القرآن کا پہلا زینہ ہے۔

تعلیم القرآن کا دوسرا زینہ:

دوسرا زینہ ترجمہ سیکھنا اور غور و تدبر ہے۔ قرآن کریم نے بار بار تفکر اور تدبر فی القرآن کی دعوت دی ہے اور یہی اس بحر معرفت کی شناوری اور اس میں کامیابی کا موجب ہے۔ قرآنی لطائف و حقائق جاننے کیلئے انصاراللہ کی عمر ایک سنہری دور ہے اس لئے اس بحر دقائق میں غوطہ زن ہونا مفید ہے۔ ارشاد نبوی ہے اطلبو العلم من المھد الی اللحد انہی بلندیوں کو پانے کیلئے ہے۔

تعلیم القرآن کی ضرورت:

خالق کائنات نے انسان کی ہدایت اور ارتقاء کے سامان بہم پہنچائے۔ رؤیا اور کشوف کے ذریعے راہ نمائی کی پھر القاء اور وحی کے ذریعے تعلیم دی۔ بود و باش کے طریق سکھائے معاشرتی آداب بتائے۔ انبیاء علیہم السلام نے ان ہدایات و رشد کو کتب اور صحف میں محفوظ کر لیا۔ ضرورت کے مطابق بعض تعلیمات کو منسوخ کیا گیا تا کہ ان کی تجدید کر دی جائے یا ان سے بہتر تعلیم دی جائے اس طرح انسان کی ارتقائی تکمیل ہوئی اور اسے ایک جامع رشد و ہدایت سے نوازا اور وہ تعلیم جو لوح محفوظ میں تھی اسے قرآن مجید کی صورت میں نازل فرمایا۔ گذشتہ ارشادات و تعلیمات کا خلاصہ اور آئندہ قائم رہنے والے احکامات کا مژدہ سنایا گیا اور فیہ کتب قیمہ کی صدا بلند ہوئی اور ایک مکمل شریعت۔ اکمل ضابطہ حیات قرآن کریم کی صورت میں دنیا میں قائم کر دیا گیا۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''اتقان'' جز ثانی میں مذکورہ بالا حدیث کے تحت حضرت ابن مسعودؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اسے چاہئے کہ قرآن کریم سے وابستہ ہو جائے وجہ یہ کہ اس میں اگلوں اور پچھلوں کے واقعات پائے جاتے ہیں۔ اسی طرح حضرت علامہ الشیخ سلیمان ابن ابراہیم نے ''ینابیع المودۃ'' میں تحریر کیا ہے کہ جو کچھ پہلوں کے ساتھ گذر چکا ہے اور جو کچھ بعد میں آنے والوں کو پیش آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی پاک کتاب قرآن شریف میں کھول کھول کر بیان فرما دیا ہے۔ کیونکہ اسرار الٰہیہ میں سے کوئی بھید ایسا نہیں ہے جو اس میں پوشیدہ نہ ہو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے **لا رطبٍ وّلا یابسٍ الّا فی کتابٍ مبین** یعنی نہ تو کوئی تر چیز ہے اور نہ خشک چیز مگر وہ ایک کھلی کتاب میں موجود ہے۔ نیز فرماتا ہے۔ مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ یعنی ہم نے اس کتاب میں کچھ بھی کمی نہیں کی۔ اس ضمن میں سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کا قول ہے کہ ہر کتاب کا ایک خاص اور بہترین حصہ ہوتا ہے اور قرآن کریم کا خالص اور بہترین حصہ اس کے حروف تہجی ہیں۔ جن سے ایک طرف تو کئی واقعات کا استدلال ہوتا ہے اور دوسری طرف بسم اللہ کی 'ب' سے لے کر الناس کی 'س' تک انسان کے 'بس' یعنی کافی ہیں۔ نیز قرآن کریم کا یہ فرمان کہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: ۲۲) یعنی جو کوئی بھی چیز ہے اس کے ہمارے پاس خزانے موجود ہیں اور ان کو ہم حسب ضرورت اتارتے رہتے ہیں۔ گویا انسان کی ہر ضرورت کو پورا کرنے کیلئے تعلیم القرآن ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

ان اقتباسات سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کو اپنی بقا و ارتقاء کے لئے تعلیم القرآن کی ہر لمحہ ضرورت ہے۔

تعلیم القرآن کا حصول:

تعلیم القرآن حاصل کرنے کے کچھ طریق مندرجہ ذیل ہیں:

پہلا طریق تو یہ ہے کہ کسی مستند عالم سے سبقاً قرآن کریم ناظرہ پڑھا جائے تا کہ صحت تلفظ ہو جائے اور صوتی تاثرات سے معانی میں غلط فہمی نہ ہو۔ مثلاً اگر 'لا' کو سرعت سے 'ل' پڑھا جائے تو معانی بالکل اُلٹ جائیں گے اس لئے بہت ضروری ہے کہ اعراب کی ادائیگی میں بہت احتیاط برتی جائے۔ دوسرا طریق تواتر سے قرآن کریم کو پڑھنا ہے جیسا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ اٰنَاءَ الَّيْلِ وَاٰنَاءِ النَّهَارِ یعنی قرآن مجید کی اس طرح تلاوت کرو جس طرح اس کا حق ہے اور رات و دن کے اوقات میں تلاوت کرو۔ مداومت سے تلاوت کرنا روانی پیدا کرتا ہے اور قرآن کریم سے لگاؤ پیدا کرتا ہے بلکہ وجد بھی طاری کرتا ہے۔ تیسرا طریق یہ ہے کہ قرآن کریم کا جتنا حصہ ہو سکے اسے حفظ کرنا چاہئے۔ جس سے ایک طرف تو روانی آتی ہے دوسری طرف روحانیت میں جلا پیدا ہوتی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ کَالْبَیْتِ الْخَرِبِ یعنی جس کو قرآن مجید کا کچھ حصہ بھی یاد نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ چوتھا طریق خوش الحانی اور سنوار کر قرآن کریم کو پڑھنا چاہئے کیونکہ اسی سے وابستگی پیدا ہوتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ لَّمْ یَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ فَلَیْسَ مِنَّا یعنی جو شخص قرآن مجید خوش الحانی سے اور سنوار کر نہیں پڑھتا اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہاں تک تو تعلیم القرآن فی العبارت ہے اما بعد پانچواں طریق تعلیم القرآن فی الاشارت ہے۔ یعنی قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنا اور مفہوم سمجھنا۔ لغت وغیرہ سے استفادہ کرنا۔ آئمہ سلف کی تحقیق سے فائدہ اٹھانا۔ کہا جاتا ہے کہ عربی زبان جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا ہے فصیح و بلیغ زبان ہے اور ایک ایک لفظ کے کئی بطون ہوتے ہیں اور ہر بطن کے لحاظ سے مختلف معانی ہو سکتے ہیں اس لئے صحیح مضمون جاننے کیلئے موزوں معانی انتخاب کرنے ہوتے ہیں۔ جو لوگ تعلیم القرآن کے سمندر میں غوطہ خوری کرتے ہیں وہ انمول موتی حاصل کر لیتے ہیں۔ چھٹا طریق تفسیر القرآن سیکھنا ہے جس کے کئی ایک معیار ہیں۔ مثلاً (i) شواہد قرآنی (ii) احادیث یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تفسیر (iii) تفسیر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (iv) اپنا نفس مطہر لے کر قرآن کریم پر غور کرنا (v) لغت عرب سے استفادہ کرنا۔ ساتواں طریق لطیف نکات پر اطلاع پانا اس کے لئے صحبت صالحین بہت ضروری ہے۔ گذشتہ انبیاء اور صلحاء کے حاصل تجربہ کو گستاخی اور تکبر سے دیکھنے والے کو اس راہ کی گرد بھی میسر نہیں آتی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ برأیه فاصاب فقلا خطأ یعنی جس نے اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کی اور اپنے خیال میں اچھی کی تب بھی اس نے بری تفسیر کی۔ یہ وہ راہ ہے جہاں بلاواسطہ کچھ حاصل نہیں ہوتا سوائے اس کے جس کا اتالیق خود خالق کائنات بن جائے۔ آٹھواں طریق تلاش حقائق ہے جو اصولی طور پر تو انبیاء پر کھلتے ہیں مگر خلافت بھی نبوت کا تتمہ ہوتی ہے اس لئے اللہ جل شانہٗ حقائق سے خلفاء کو بھی نوازتا ہے۔ اس طریق میں ضروری ہے کہ خلیفہ وقت کے خطبات اور دروس پر ہر آن کان رکھے جائیں اور ان سے مستفیض ہوں۔ نواں طریق: حصول تعلیم القرآن یہ ہے کہ قرآنی احکامات پر صدق دل سے عمل کرے اور ان کے متعلق تکمیل اطلاع کیلئے کوشاں رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن کریم کے سات سو احکامات میں سے کسی ایک کو بھی ٹالتا ہے وہ اپنے

لئے رحمت کی کھڑکی خود بند کرتا ہے۔ دسواں طریق حصول تعلیم القرآن کا دعا ہے جو دراصل تمام دستوروں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی اور فروتنی سے یہ دعا کرے "رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا" اس دعا کے نتیجے میں تعلیم القرآن کا حصول آسان اور پُرمغز ہوگا اور انسان کو اللہ تعالیٰ اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا جائے گا جیسا کہ فرمایا کہ وہ مومنوں کا دوست ہے اور ان کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔ دراصل تعلیم القرآن ہی میں ہر کامیابی مضمر ہے اور ہر قسم کی بھلائی ہے جیسا کہ زمانے کے حکم وعدل نے فرمایا الخیر کله فی القرآن۔

انصاراللہ کی ذمہ داریاں:

تعلیم القرآن کے حوالہ سے انصاراللہ کی بنیادی ذمہ واری تو یہی ہے کہ قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے انصاراللہ عمر کے اس حصے میں ہوتے ہیں کہ اہل وعیال کی ذمہ واری عزیز واقارب سے صلہ رحمی، معاشرے میں تعلقات کے وہ مکلّف ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی ذمہ واری ہے کہ وہ تعلیم حاصل کرکے ہر ناصر اپنے اہل وعیال کو تعلیم القرآن کی اہمیت سے آگاہ کرے۔ بیوی بچوں کو قرآن کریم پڑھنا سکھائے۔ صحت تلفظ سے مطلع کرے۔ روزانہ تلاوت کی عادت ڈالے۔ گھر میں قرآن کلاس کا اہتمام کرے۔ ترجمہ سیکھنے کی ترغیب دے اور جس قدر خود پڑھا سکتا ہو پڑھائے۔ تفسیر پڑھنے اور خلیفہ وقت کے ارشادات، خطبات اور دروس سننے کی تاکید کرے۔ ڈش پر آنے والے پروگراموں بالخصوص جو تعلیم القرآن سے متعلق ہوں میں اہل وعیال کو اپنے ساتھ لے کر بیٹھے۔ تعلیم القرآن اولاد کیلئے بہترین ترکہ ہے جو انصاراللہ اپنے پیچھے چھوڑ سکتے ہیں۔

(ii) عزیز واقارب کے لئے تعلیم القرآن کا اہتمام کرے۔ خود پڑھا سکتا ہو تو وقت دے ورنہ اتالیق مقرر کرنے میں مدد دے۔ تعلیم القرآن کے محاسن بیان کرے۔ ناظرہ قرآن کریم پڑھائے۔ ترجمہ سیکھنے کے مواقع بہم پہنچائے یہ ایک صدقہ جاریہ ہوگا۔ جس کا ثواب ملتا رہے گا ڈش کے پروگرام دیکھنے کی تحریک کرے۔

(iii) معاشرے میں جتنا اثر ورسوخ ہو اسے تعلیم القرآن سکھانے میں بروئے کار لائے۔ تعلیم القرآن کی اہمیت اور ضرورت سے روشناس کرائے۔ درس وتدریس کا انتظام کرنے کی سعی کرے۔ ہر گھر سے کلام اللہ پڑھنے کی آواز آئے اور تہذیب وتمدن میں تعلیم القرآن کا رنگ بھر جائے اور ہر سو یہ گیت الاپے جائیں۔

قرآن سب سے اچھا قرآن سب سے پیارا
قرآن دل کی قوت قرآن ہے سہارا

(iv) اطفال الاحمدیہ کو تعلیم القرآن کی طرف راغب کرنا اور اس کے لئے اہتمام کرنا۔ انصاراللہ کی اہم ذمہ واری ہے۔ گھروں کے علاوہ اجلاسات میں، تقریروں میں، تحریروں میں تعلیم القرآن کا چرچا ہو۔ مقابلے ہوں اور تعلیم القرآن میں فاستبقوا الخیرات کا جذبہ کارفرما ہو جائے۔

(v) خدام الاحمدیہ کیلئے تعلیم القرآن میں رہنمائی کرنا انصاراللہ کی ذمہ واری ہے۔ اپنا نمونہ پیش کرکے ان کو متوجہ کیا

جائے۔ اس موضوع پر اظہار خیال کیا جائے۔ مگر قرآن کریم کی یہ تعلیم ہر دم پیش نظر رہے۔ وہ بات کہنا جو تم کرتے نہیں اللہ کے نزدیک بہت بُری ہے۔

اسماء الحسنیٰ: تعلیم القرآن کا ذکر تشنہ رہے گا اگر اللہ تعالیٰ کے اسماء کا ذکر نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ہر نام فاعلی ہے سوائے اسم اعظم ''اللہ'' کے جو جامد ہے اور کسی دوسرے لفظ سے مشتق نہیں باقی اسماء توصیفی ہیں اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے بندوں میں ان اسماء کی حسبِ مصلحت جھلک نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ کے نام تو ۱۰۰ یا ۹۹ گنوائے گئے ہیں مگر اسماء و صفات اللہ کی تو کوئی انتہا نہیں جیسا کہ قرآن شریف میں آیا ہے **لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمٰتِ رَبِّىْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّىْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا۔** یعنی اگر سمندر میرے رب کی باتوں کو لکھنے کیلئے روشنائی بن جائے تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر کا پانی ختم ہو جاتا خواہ اس جیسا سمندر اس میں اور ڈال دیا جاتا۔

انصاراللہ کے ان اسماء حسنیٰ سے برکت حاصل کرتے ہوئے قرآن کریم سیکھتے اور سکھاتے جائیں تا وہ فیوض و برکات نسل در نسل چلتے چلے جائیں۔

یوم تحریک جدید 4 اپریل 2003ء

امراء و صدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت 1991ء کے فیصلہ کی تعمیل میں سال رواں کا پہلا ''یوم تحریک جدید'' 4۔اپریل 2003ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے جس میں احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے۔ اس موقعہ پر امراء و صدر صاحبان اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے مطالبات کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ خطبات جمعہ میں تحریک جدید کے مطالبات اور ان کی حکمت عملی بیان کی جائے۔ اس دن خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید کے ذریعہ جماعت پر ہونے والے انعامات و افضال الٰہیہ کا احباب کے سامنے ذکر کیا جائے۔ اس دن حسبِ ذیل چند مطالبات تحریک جدید پر خصوصی روشنی ڈالی جائے۔

۱۔ احباب سادہ زندگی بسر کریں۔ لباس کھانے اور رہائش میں سادگی اختیار کریں۔ ۲۔ والدین اپنی اولاد کو خدمت دین کیلئے وقف کریں۔ ۳۔ رخصت کے ایام خدمت دین کیلئے وقف کریں۔ ۴۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں۔ ۵۔ جو لوگ بے کار ہیں وہ چھوٹے سے چھوٹا کام جو بھی مل سکے کر لیں۔ ۶۔ قومی دیانت کا قیام کریں۔ ۷۔ حسب استطاعت مالی قربانی کرنے کی طرف احباب جماعت کو توجہ دلائی جائے۔ ۸۔ مقاصد تحریک جدید کیلئے خاص دعا کریں۔

نوٹ: اگر کسی وجہ سے 4۔اپریل کو یوم تحریک جدید نہ منایا جا سکتا ہو تو جماعتی فیصلہ کے تحت اپنی سہولت اور حالات کے مطابق کسی بھی مناسب تاریخ کو یوم تحریک جدید منایا جائے اور اس کی رپورٹ سے دفتر کو مطلع فرمائیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

جماعت احمدیہ اور احادیث نبویہؐ کی اشاعت

تحریر: مکرم صفدر نذیر صاحب گولیکی

دین حق کی تفصیلات جاننے کیلئے قرآن کریم کے بعد احادیث نبویہ کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ کے نزدیک ہدایت کا ایک اہم ذریعہ حدیث بھی ہے۔ جس کی ترویج اور اشاعت کی نظام سلسلہ کو خاص توفیق ملی ہے۔

حدیث کا مقام و مرتبہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ''ریویو بر مباحثہ بٹالوی و چکڑالوی'' میں قرآن مجید اور احادیث کا اصل مرتبہ اور مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''تیسرا ذریعہ ہدایت کا حدیث ہے اور حدیث سے مراد ہماری وہ آثار ہیں جو قصوں کے رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً ڈیڑھ سو برس بعد مختلف راویوں کے ذریعہ سے جمع کئے گئے پس سنت اور حدیث میں مابہ الامتیاز یہ ہے کہ سنت ایک عملی طریق ہے جو اپنے ساتھ تواتر رکھتا ہے جس کو آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھ سے جاری کیا اور وہ یقینی مراتب میں قرآن شریف سے دوسرے درجہ پر ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن شریف کی اشاعت کیلئے مامور تھے ایسا ہی سنت کی اقامت کے لئے مامور تھے.......... مزید فرمایا۔ پھر جب وہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم کا گزر گیا تو بعض تبع تابعین کی طبیعت کو خدا نے اس طرف پھیر دیا کہ حدیثوں کو جمع کر لینا چاہئے تب حدیثیں جمع ہوئیں''۔

اس کتابچہ میں راویوں کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس میں شک نہیں کہ اکثر حدیثوں کے جمع کرنے والے بڑے متقی اور پرہیزگار تھے انہوں نے جہاں تک ان کی طاقت میں تھا حدیثوں کی تنقید کی اور ایسی حدیثوں سے بچنا چاہا جو ان کی رائے میں موضوعات میں سے تھیں.......... حدیثوں کے لکھنے میں اس قدر احتیاط سے کام لیا گیا ہے اور اس قدر تحقیق اور تنقید کی گئی ہے جو اس کی نظیر دوسرے مذاہب میں نہیں پائی جاتی''۔

احادیث کی اہمیت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''یہ بات بالکل صحیح ہے کہ ان حدیثوں کا دنیا میں اگر وجود بھی نہ ہوتا جو مدت دراز کے بعد جمع کی گئیں تو اسلام کی اصلی تعلیم کا کچھ بھی حرج نہ تھا کیونکہ قرآن اور سلسلہ تعامل نے ان ضرورتوں کو پورا کر دیا تھا تاہم حدیثوں نے اس نور کو زیادہ کیا گویا اسلام نور علیٰ نور ہو گیا اور حدیثیں قرآن اور سنت کیلئے گواہ کی طرح کھڑی ہو گئیں''۔

جماعت احمدیہ کا فرض بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

''ہماری جماعت کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اگر کوئی حدیث معارض اور مخالف قرآن اور سنت نہ ہو تو خواہ کیسے ہی ادنیٰ درجہ کی حدیث ہو اس پر وہ عمل کریں اور انسان کی بنائی ہوئی فقہ پر اس کو ترجیح دیں اور اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور سنت

میں اور نہ قرآن میں مل سکے تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کر لیں کیونکہ اس فرقہ کی کثرت خدا کے ارادہ پر دلالت کرتی ہے اور اگر بعض موجودہ تغیرات کی وجہ سے فقہ حنفی کوئی صحیح فتویٰ نہ دے سکے تو اس صورت میں علماء اس سلسلہ کے اپنے خداداد اجتہاد سے کام لیں۔"

ہمارا مسلک: حضرت اقدس مسیح موعود نے حدیث کے بارہ میں اپنا موقف بیان کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمارا مسلک ہمیشہ حدیث کے متعلق یہی رہا ہے کہ جو قرآن اور سنت کے مخالف نہ ہو وہ گر ضعیف بھی ہو تب بھی اس پر عمل کرنا چاہئے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۴۵)

جماعت احمدیہ کے ذریعہ احادیث کی اشاعت

نظام جماعت (احمدیہ) نے اپنے افراد کی تربیت کے لئے ہر پہلو سے ان کے لئے سامان مہیا کئے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب سے متعلق کثرت سے روحانی علم دیا وہاں احادیث نبوی کی ترویج و اشاعت میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔

احادیث کی کئی کتب شائع شدہ ہیں۔ان کے شستہ تراجم اور احادیث کی تشریح قابل عمل ہے۔خدمت حدیث کے حوالے سے بعض کتب جو جماعت نے شائع کیں وہ یہ ہیں۔

۱۔حدیقۃ الصالحین: ریاض الصالحین میں سے چنیدہ ۱۰۰۰۔احادیث کا یہ مجموعہ جسے مکرم ملک سیف الرحمٰن صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ نے وقف جدید انجمن احمدیہ کے معلّمین کرام اور درس و تدریس کے لئے تیار کیا بہت ہی عمدہ کتاب ہے۔روزمرہ کے معاملات سمجھنے کے لئے نہایت اعلیٰ پائے کا یہ نسخہ ہے۔

۲۔جامع صحیح مسند بخاری: بخاری شریف کے پہلے ۱۵ پاروں کا ترجمہ اور تشریح مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے کیا ہے۔اس کی تشریح نہایت عمدہ ہے۔

۳۔الجامع المسند: امام احمد بن محمد بن حنبلؒ جزو اوّل یہ ادارۃ المصنفین ربوہ نے شائع کی۔اس میں صرف عربی ٹیکسٹ ہے ۷۸۲۔احادیث درج کی گئی ہیں اور یہ کتاب ۲۲۵ صفحات پر مشتمل ہے۔

۴۔مقام حدیث: مقام حدیث کے موضوع پر مکرم مولانا عبدالمالک خان صاحب کی ہے جو ۱۹۵۶ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپ نے ارشاد فرمائی ۳۸ صفحات کا یہ کتابچہ اپنی نظیر آپ ہے۔

۵۔رسول اللہ کی باتیں: مکرم سید میر محمود احمد ناصر صاحب (پرنسپل جامعہ احمدیہ) کا ایک مجموعہ احادیث جس میں ۵۰۔احادیث مع ترجمہ و تشریح خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے شائع کیا ہے۔

۶۔احادیث الاخلاق: اخلاق کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات جو کہ مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب نے ترتیب دیئے یہ ۷۸۔احادیث کا مجموعہ مع ترجمہ و تشریح کے شائع شدہ ہے اس

کی اہم خوبی یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت کے بعد حدیث اور پھر تشریح بیان کی گئی ہے۔ بعض مرتبہ ایک آیت کے تابع دو دو تین تین احادیث بیان کی گئی ہیں۔

۷۔ منکرین حدیث کے اعتراضات کے جوابات: یہ تقریر مولانا غلام باری سیف صاحب کی ۷۰ صفحات پر مشتمل شائع شدہ ہے جو ۱۹۶۲ء کے جلسہ سالانہ پر آپ نے کی

۸۔ نہج الطالبین: فضل عمر درس القرآن کلاس منعقدہ ۱۹۷۳ء کے لئے مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے ایک ۱۶۵ احادیث کا مجموعہ تیار کیا جس کا ساتھ ترجمہ بھی دیا گیا ہے۔

۹۔ پیارے رسول کی پیاری باتیں: علامہ میر محمد اسحاق صاحب نے ۵۰۰۔ احادیث کا مجموعہ پیارے رسولؐ کی پیاری باتیں شائع کیا۔ اس میں صرف اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ یہی کتاب قادیان سے اخلاق رسول کے نام سے شائع شدہ ہے۔

۱۰۔ ریاض احادیث النبیؐ: یہ کتاب مکرم بشارت احمد بشیر صاحب نے تحریر کی اس کا ترجمہ انگریزی میں کیا گیا ہے۔ عربی متن بھی ہے۔ صحاح ستہ میں سے مختلف موضوعات کی احادیث لی گئی ہے۔ ۶۰۔ صفحات کی یہ کتاب ہے۔

۱۱۔ سِتّین (٦٠): فضل عمر درس القرآن کلاس کا نصاب ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا جس میں ۶۰۔ احادیث کا ترجمہ وتشریح بیان کی گئی ہے۔

۱۲۔ منہاج السالکین: مکرم مولانا محمد احمد جلیل صاحب کا تیار کردہ کتابچہ منہاج السالکین ہے۔ جس میں ۳۰ موضوعات پر ۳۲۱۔ احادیث بغیر ترجمہ کے شائع کی گئی ہیں۔

۱۳۔ کلام النبیؐ: مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب مولوی فاضل ادیب فاضل کی کتاب ہے ۲۳۴ صفحات پر مشتمل کلام النبی ہے۔ اس میں عربی متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی ہے۔ صحاح ستہ کے علاوہ کتب سے بھی احادیث لی گئی ہیں۔

۱۴۔ رسول اللہؐ کی باتیں: بچوں اور بچیوں کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی حدیثیں جسے شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی نے ۱۹۵۴ء میں مرتب کیا تھا بغیر سند کے ۹۶۔ احادیث بیان کی ہیں اور ان کی تشریح بھی دی ہے۔

۱۵۔ ادعیۃ الرسول: آنحضرتؐ کی دعائیں جو آپ ہر وقت ہر لحہ خداتعالیٰ سے مانگتے تھے ان کا مجموعہ تو ہر گھر کی زینت ہے۔ کئی دوستوں نے مختلف پیرایوں میں شائع کی ہیں۔

۱۶۔ چہل احادیث: بچوں اور بچیوں کیلئے آسان اور چھوٹی چھوٹی روزمرہ کی تربیتی امور سے متعلق ۴۰۔ احادیث کا یہ مجموعہ شائع ہوا۔ جسے بچے بآسانی یاد کرلیتے ہیں۔

۱۷۔ چالیس جواہر پارے: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کا مرتبہ مجموعہ حدیث ہے جس میں ۴۰۔ احادیث مع ترجمہ اور تشریح دی گئی ہیں جو نہایت دلنشین پیرایے میں ہے۔

۱۸۔ منتخب الاحادیث: صد سالہ جوبلی کے موقعہ پر ۱۱۰ زبانوں میں ۹۳۔ احادیث کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے۔

۱۹۔ مقامات النساء: حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری نے عورتوں کے مقام کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اکٹھے کر کے شائع کئے جس میں عورتوں کی حیثیت ان کے مقام اور ان کی ذمہ داریاں یاد دلائی گئی ہیں۔

۲۰۔ اربعین الاطفال: بچوں کے لئے حضرت علامہ سید میر محمد اسحاق صاحب نے مجموعہ تیار کیا اور شائع شدہ ہے۔

تحفۃ الصیام: یہ کتاب رمضان المبارک کے حوالے سے نہایت ہی اعلیٰ کتاب ہے۔ مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے رمضان المبارک کو مدنظر رکھتے ہوئے درس و تدریس کیلئے یہ کتاب قرآن اور احادیث کی روشنی میں تیار کی ہے۔ اس میں ۳۰ سے زائد احادیث ہیں۔ اس کتاب کے کل ۲۰۷ صفحات ہیں۔

نبراس المومنین: یہ کتابچہ حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب نے ۱۰۰۔ احادیث مع ترجمہ کبابیر (فلسطین) کے طلباء کیلئے مرتب کیا تھا۔ جو ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا۔ یہ مجموعہ تربیتی اور تعلیمی نقطہ نظر سے بچوں کیلئے خاص طور پر مفید ۴۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

سیرۃ النبیؐ احادیث کی روشنی میں: یہ تقریر سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر امور خارجہ بر موقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۶۰ء کی ہے یہ ۱۲۲ صفحات پر مشتمل کتابچہ نہایت ہی خوبصورتی سے آنحضرتؐ کی سیرۃ کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔

علاوہ ازیں احادیث پر ۲۱ گرانقدر مقالے محنت و تحقیق کی منہ بولتی تصویر ہیں جامعہ احمدیہ کی لائبریری کی زینت ہیں۔

جرائد و رسائل میں احادیث: روزنامہ الفضل، بدر قادیان اور انٹرنیشنل الفضل لندن میں مسلسل کئی سالوں سے احادیث اور ان کا ترجمہ موضوع اور مضمون کے اعتبار سے پیش کر رہے ہیں۔ اسی طرح (خالد' تشحیذ' انصاراللہ' مصباح) احادیث کا ترجمہ اور تشریح پیش کرتے ہیں۔

دنیا بھر میں شائع ہونے والے احمدی رسائل و جرائد میں مختلف احادیث مع ترجمہ و تشریح پیش کی جاتی ہیں۔ یہ رسائل و جرائد خواہ کسی بھی زبان میں ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کی احادیث نبویہ سے محبت کا ثبوت ہیں۔

☆☆☆

مجلس انصاراللہ پاکستان کے زیر اہتمام

مقالہ نویسی کا انعامی مقابلہ

☆عنوان مقالہ ''شیخ عجم۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید'' ☆مقالہ کے الفاظ 15 سے بیس 20 ہزار ہوں گے۔ ☆جن کتب کا حوالہ دیا جائے ان کے مصنفین، مطبع، سن اشاعت وغیرہ کا ذکر کیا جائے۔ ☆کاغذ کے ایک طرف صاف صاف خوشخط تحریر کریں۔ ☆مقالہ جمع کرانے کی آخری تاریخ 31 جولائی 2003ء ہے۔ ☆اعزاز پانے والے ارا کین کو سالانہ علمی ریلی 2003ء کے موقع پر انعامات دیئے جائیں گے۔ ☆اوّل آنے والے کو 3000 ہزار روپے نقد انعام اور دوم کو 2000 روپے نقد انعام اور سوم کو 1000 روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں انعامی شیلڈ اور سند امتیاز سے بھی نوازا جائے گا۔ ☆مقالہ لکھنے والے اراکین کے اسماء مع مکمل پوسٹل ایڈریس وفون نمبر سے مطلع کریں۔ ☆مقالہ لکھنے والے اراکین کی راہنمائی کے لئے ذیلی عناوین اور امدادی کتب بھی تحریر کی جارہی ہیں۔

ذیلی عناوین: (۱) خدا کی راہ میں قربانیوں اور شہادت کا بلند مقام۔ (۲) حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کا خاندان، وطن۔ (۳) پیدائش، حلیہ، بچپن۔ (۴) تحصیلِ علم کے لئے سفر، علمی مہارت اور مقام۔ (۵)۔ سیاسی اور قومی خدمات۔ (۶) حضرت مسیح موعودؑ سے تعارف، ارادہ حج اور قادیان آمد۔ (۷) حضور سے ملاقات، سفروں میں شمولیت اور واپسی۔ (۸) وطن واپسی پر ملکی حالات، گرفتاری، مباحثہ اور توبہ کی تلقین۔ (۹) شہادت کے حالات، تدفین، انگریز انجینئر کی گواہی۔ (۱۰) حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی اور اس کا پورا ہونا۔ (۱۱) حضرت صاحبزادہ کی سیرت کے نمایاں پہلو، محبت الٰہی، عشقِ رسولؐ، عشقِ مسیح موعودؑ، رویا وکشوف، استقامت۔ (۱۲) آپ کے شہادت کے بعد آپ کے خاندان پر آنے والے مصائب۔ (۱۳) شہادت کے بعد مخالفین پر آنے والے مصائب، قہری نشانات۔ (۱۴) حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کا صاحبزادہ صاحب کی قربانی پر دادِ تحسین۔ (۱۵) حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے عربی وفارسی اشعار میں ذکر۔ (۱۶) احمدی علماء اور شعراء کے کلام سے انتخاب۔

امدادی کتب: ❁ قرآن کریم واحادیث۔ ❁ تذکرۃ الشہادتین۔ ❁ ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ ❁ سیرۃ المہدی از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ❁ شہداء الحق از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب ❁ عاقبۃ المکذبین از حضرت قاضی محمد یوسف صاحب ❁ شہید مرحوم کے چشم دید واقعات از سید احمد نور کابلی صاحب ❁ شہیدِ کابل از مولانا دوست محمد صاحب شاہد ❁ تاریخ احمدیت جلد دوم نیا ایڈیشن یا تاریخ احمدیت جلد سوم پرانا ایڈیشن ❁ مضامین الفضل 6 جنوری 1998ء، 23 اگست 1998ء، 7 مئی 1999ء، 8 مئی 1999ء، 11 تا 16 جولائی 2001ء، 26 مئی 2002ء، 14 اگست 2002ء، 15 اگست 2002ء، 29 ستمبر 2002ء، 30 ستمبر 2002ء، (قیادت تعلیم)

مجلس انصاراللہ ضلع کراچی کے زیراہتمام ورزشی مقابلہ جات

رپورٹ: مکرم عبدالرشید سماٹری۔ نائب ناظم ضلع کراچی

مورخہ ۲۲ دسمبر ۲۰۰۲ء گلشن جامی کراچی میں نظامت ضلع کراچی کے زیرانتظام ''بین المجالس ورزشی مقابلہ جات'' منعقد ہوئے جس میں ضلع کراچی کی ۲۱ میں سے ۱۴ مجالس کے ۱۰۶ انصار نے مختلف ورزشی مقابلہ جات میں حصہ لیا۔

افتتاحی تقریب: اس تقریب کا آغاز محترم قریشی محمود احمد صاحب ناظم انصاراللہ کی صدارت میں اجتماعی دعا سے ہوا۔ صفِ اوّل اور صفِ دوم کے انصار نے مندرجہ ذیل کھیلوں میں حصہ لیا۔ ۱۔ والی بال ۲۔ رسہ کشی ۳۔ ٹیبل ٹینس ۴۔ بیڈمنٹن ۵۔ کلائی پکڑنا

افتتاحی تقریب کے بعد مقابلے شام ۵ بجے تک جاری رہے۔ محترم ناظم صاحب کھیل کے میدان میں موجود رہے اور انصار کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ مقابلہ جات کے اختتام سے قبل درج ذیل انصار نے مختلف کھیلوں میں اوّل/دوم پوزیشنیں حاصل کیں۔

اوّل۔ دوم آنے والے انصار

۱۔ ٹیبل ٹینس سنگل (صف اوّل): اوّل: مکرم راجہ سعید احمد صاحب ماڈل کالونی دوم: مکرم راجہ رشید احمد صاحب ماڈل کالونی

۲۔ بیڈمنٹن سنگل (صف اوّل): اوّل: مکرم وسیم احمد صاحب گلشن اقبال غربی دوم: مکرم راجہ رشید احمد صاحب ماڈل کالونی

۳۔ ٹیبل ٹینس سنگل (صف دوم): اوّل: مکرم محمد انور صابر صاحب ڈرگ روڈ دوم: مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کلفٹن

۴۔ بیڈمنٹن ڈبل (صف دوم) اوّل: مکرم سید علیم احمد شاہ صاحب ڈرگ روڈ، مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کلفٹن۔ دوم: مکرم منور حسین صاحب ڈرگ روڈ، مکرم مسعود احمد بھٹی صاحب کلفٹن

۵۔ کلائی پکڑنا (صفِ اوّل) اوّل: مکرم رفیق احمد گوندل صاحب ڈرگ روڈ دوم: مکرم عبدالحمید میر خان صاحب ڈرگ روڈ

(صفِ دوم) اوّل: مکرم مبارک احمد صاحب گلشن جامی دوم: سید علیم احمد شاہ صاحب ڈرگ روڈ

۶۔ والی بال اور رسہ کشی: مقابلہ جات کے بعد دونوں گیمز کیلئے اچھے کھلاڑیوں کی سلیکشن کی گئی۔

اختتامی تقریب: ناظم صاحب انصاراللہ نے اختتامی تقریب میں کھلاڑیوں کو نصائح کیں اور اطاعتِ نظام کی طرف توجہ دلائی۔ (ماہ فروری ۲۰۰۳ء میں مجلس انصاراللہ پاکستان ربوہ کے زیرانتظام کھیلوں کی سالانہ ریلی منعقد ہو رہی ہے اس لئے بین المجالس ورزشی مقابلے منعقد کئے گئے ہیں۔) بعدہٗ اجتماعی دعا کے بعد یہ تقریب بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی۔ تقریب مقابلہ جات میں حاضرین کی کل تعداد ۱۲۷ تھی جس میں انصار کی تعداد ۱۰۶ تھی۔ ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد گلشن جامی کی بیت الحمد کے بالمقابل ایک کھلے پلاٹ میں کیا گیا تھا۔ مکرم راجہ سعید احمد صاحب نائب ناظم صحت جسمانی ضلع کراچی نے کارکنان کے ساتھ جملہ انتظامات احسن رنگ میں سرانجام دیئے۔ جزاھم اللہ تعالیٰ

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اولاد کے لئے دعا

مِرے مولیٰ مِری یہ اک دُعا ہے　　تِری درگاہ میں عجز و بُکا ہے
وُہ دے مجھ کو جو اس دِل میں بھرا ہے　　زباں چلتی نہیں شرم و حیا ہے
مِری اولاد جو تیری عطا ہے　　ہر اک کو دیکھ لُوں وُہ پارسا ہے
تِری قدرت کے آگے روک کیا ہے　　وہ سب دے ان کو جو مجھ کو دیا ہے
بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا　　جو ہو گا ایک دِن محبوب میرا
کروں گا دُور اُس مہ سے اندھیرا　　دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دِل کی غذا دی　　فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ
مِری ہر بات کو تُو نے چلا دی　　مِری ہر روک بھی تو نے اُٹھا دی
مِری ہر پیشگوئی خود بنا دی　　تَرٰی نَسْلاً بَعِیْدًا بھی دکھا دی
جو دی ہے مجھ کو وہ کس کو عطا دی　　فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

(انتخاب از کلام حضرت اقدس مسیح موعودؑ مندرجہ درثمین)

Monthly **ANSARULLAH** February 2003

Ph: 04524-212982

EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR Regd. # : CPL-34/CR02

’’تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیلے گی۔‘‘

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام خداوند کریم سے بشارت پاکر فرماتے ہیں:-

’’پھر خدائے کریم جلّشانہ‘ نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ تیرا گھر برکت سے بھرے گا اور میں اپنی نعمتیں تجھ پر پوری کروں گا اور خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو اس کے بعد پائے گا تیری نسل بہت ہوگی اور میں تیری ذرّیت کو بہت بڑھاؤں گا اور برکت دوں گا مگر بعض ان میں سے کم عمری میں فوت بھی ہوں گے اور تیری نسل کثرت سے ملکوں میں پھیل جائے گی اور ہر یک شاخ تیری جدی بھائیوں کی کاٹی جائے گی اور وہ جلد لاولد رہ کر ختم ہو جائے گی۔ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو خدا ان پر بلا پر بلا نازل کرے گا یہاں تک کہ وہ نابود ہو جائیں گے ان کے گھر بیواؤں سے بھر جائیں گے اور ان کی دیواروں پر غضب نازل ہوگا لیکن اگر وہ رجوع کریں گے تو خدا رحم کے ساتھ رجوع کرے گا۔ خدا تیری برکتیں اردگرد پھیلا دے گا اور ایک اجڑا ہوا گھر تجھ سے آباد کرے گا......... تیری ذریت منقطع نہیں ہوگی اور آخر دنوں تک سرسبز رہے گی۔ خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے۔ عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا۔ میں تجھے اٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا۔ پر تیرا نام صفحہ زمین سے کبھی نہیں اٹھے گا اور ایسا ہوگا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے لیکن خدا تجھے بکلّی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مُرادیں تجھے دے گا۔ مَیں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دُوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے......... وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو اگر تم میرے بندہ کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندہ پر کیا تو اس نشانِ رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔ فقط‘‘ (روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۶۴۷-۶۴۸)